اللہ رب العزت کے دیدار سے متعلق اسلامی نظریہ وعقیدہ، عقلی و نقلی دلائل، شبہات کا ازالہ اور منکرین کے احکام سے متعلق بہترین رسالہ بنام:

اَلْفِکْرُ السَّلِیْمُ فِیْ رُؤْیَۃِ الْکَرِیْم

یعنی

دیدار باری تعالیٰ کا عقیدہ

مصنف

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری مدظلہ العالی

پیش کش: مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

فہرست

پیشِ لفظ:

دیدارِ باری تعالیٰ مخلوق کے لیے اللہ رب العزت کی اعلیٰ و افضل ترین نعمتوں میں سے ہے، جس کا قرآن و حدیث میں متعدد بار ذکر آیا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے: "جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "کیا تم وہ چیز چاہتے ہو جو میں تم کو زائد دوں؟" وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے منہ صاف شفاف نہ کر دیئے؟ کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور ہم کو آگ سے نجات نہ دے دی؟ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ پھر رب حجاب اٹھا دے گا، یہ رب کی ذات کا نظارہ کریں گے تو انہیں کوئی چیز رب کے دیدار سے زیادہ پیاری نہ دی گئی۔"[1]

یہ تو ایسی خاص نعمت الٰہیہ ہے، جس کی کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کو تمنا رہی، بلکہ خود حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کی دعا یہ ہے: "أسألك لذة النظر إلى وجهك، والشوق إلى لقائك" ترجمہ: میں تجھ سے تیری ذات کو دیکھنے کی لذت اور تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں۔[2]

لیکن اس خاص نعمت الٰہیہ کے متعلق بھی بعض لوگ افراط و تفریط کا شکار ہو گئے۔ بعض افراد نے تو اپنی ناقص عقل کے بل بوتے پر سرے سے ہی اس کا انکار کر دیا اور یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ چونکہ ہماری عقل و دانش اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ کسی چیز کو دیکھنے کے لیے اس کا رنگ دار اور جسم والا ہونا ضروری ہے اور اللہ رب العزت رنگ و جسم سے پاک ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی نہیں ہو سکتا، چاہے ایسا فرمانے والی ذات حبیب الٰہی کے مرتبے پر ہی فائز

---

1 ... الصحیح لمسلم، جلد1، صفحہ163، دار إحياء التراث العربي، بیروت

2 ... سنن النسائی، جلد3، صفحہ54، مکتب المطبوعات الإسلامية، حلب

کیوں نہ ہو! (معاذاللہ) حالانکہ انہوں نے نہ اس بات پر غور کیا کہ اس مؤقف کو اپنانے سے وہ (معاذاللہ) ربِ کبریا کی قدرت کو محدود تصور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی تو ہر شئے پر قادر ہے، جس ذات نے اس آنکھ میں یہ قدرت پیدا فرمائی کہ وہ رنگ دار و مجسم اشیا دیکھ سکے، اس قادر مطلق ذات کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ اسی آنکھ میں بغیر رنگ و جسم والی اشیا دیکھنے کی طاقت پیدا فرما دے؛ اور نہ یہ دیکھا کہ ان کی یہ چونکہ چنانچہ، ان کی اپنی ناقص عقل کی کارستانیاں ہیں اور انہیں اس کی وجہ سے قرآن وحدیث کی واضح نصوص میں باطل تاویلات و تحریفات کرنا پڑ رہی ہیں۔[3]

پھر اس عقل کا کیا ہے! بارہا ایسا ہوتا ہے کہ عقل کو کوئی بات سمجھنے میں مشکل ہوتی ہے، لیکن جب حقیقت حال کی طرف رہنمائی کی جائے، تو عقل اس بات کے امکان کو تسلیم کر لیتی ہے۔[4]

کیا سائنسی تھیوریز (Theories) تبدیل نہیں ہوتیں؟؟ پھر اس ناقص عقل کی بنیاد پر قرآن وحدیث کے واضح ارشادات کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے!!

ایک مغالطہ یہ دینے کی کوشش کی گئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے مروی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو دیدار باری تعالیٰ ہونے کی نفی کو ناممکن ہونے کی دلیل بنایا گیا، حالانکہ وقوع کی نفی کو امکان کی ہی نفی سمجھ لینا کس قدر کم علمی ہے۔ بھلا وقوع کہاں اور امکان کہاں!!

اور بعض افراد نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے خاصے (امتیازی شان) کو اپنے لیے ثابت کرنا شروع کر دیا اور اپنی فانی آنکھوں سے (دنیا میں) ہی اللہ تعالی کے دیدار کا دعوی

3۔۔۔ مراۃ المناجیح، جلد 7، صفحہ 384، قادری پبلیشرز، لاھور

4۔۔۔ الابریز، صفحہ 53، دار الکتب العلمیہ، بیروت

کر دیا، حالانکہ انہوں نے بھی یہاں ٹھوکر کھائی اور یہ خیال نہ کیا کہ اکابر صوفیا اور بزر گان دین، جو کہ ان سے بہت افضل اور منبع فیض الٰہی ہیں، انہوں نے بھی ایسا دعوی نہیں کیا، بلکہ وہ تو ایسا دعویٰ کرنے والے کو جھوٹا کہتے رہے۔ مزید قابل غور بات یہ ہے کہ اولیاء تو کجا، اس مسئلہ میں تو کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾[5] کا فرمان ہوا تو ان کی اپنی ذات کی کیا حیثیت ہے!!

الغرض اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کے ساتھ ساتھ شان جلالت کا پاس رکھنا اور اعتدال کا دامن تھامنا نہایت ضروری ہے۔ زیر نظر رسالے میں قرآن و حدیث اور عقلی دلائل کی روشنی میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اہلسنت کا عقیدہ اس مسئلہ میں بھی افراط و تفریط سے پاک ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار سر کی آنکھوں سے ہونا، ممکن ہے؛ لیکن اس دنیا میں یہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کا خاصہ (امتیازی شان) ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے علاوہ کسی کو بھی اس دنیا میں دیدارِ باری تعالیٰ نصیب نہیں ہو سکتا، ہاں خواب میں (روحانی طور پر) اللہ تعالی کا دیدار اس دنیا میں بھی ممکن ہے، بلکہ کئی بزرگان دین کے لیے ثابت بھی ہے، جیسا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو سو (100) بار یہ نعمت نصیب ہوئی۔

ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری مدنی

16 رجب المرجب 1445ھ/27 جنوری 2024ء

5...۔ ترجمہ: تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا۔

سوالات:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ دیدارِ الٰہی عقلاً ممکن نہیں ہے؟ کیونکہ:

- ہر چیز کو دیکھنے کے لیے اس کا کسی جہت میں ہونا ضروری ہے اور اللہ تعالی جہت سے پاک ہے۔
- کسی چیز کو دیکھنے کے لیے اس چیز کا کوئی رنگ ہونا بھی ضروری ہے اور اللہ تعالی رنگ سے پاک ہے۔
- حضرت عائشہ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معراج کی رات اللہ تعالی کی رؤیت کے وقوع کا انکار فرمایا۔

برائے مہربانی عقلی و شرعی دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمادیں کہ:

(الف) رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق درست عقیدہ کیا ہے؟ کیا اللہ تعالی کا دیدار عقلاً ممکن ہے؟

(ب) جب اللہ تعالی جہت و رنگ سے پاک ہے تو ان کے بغیر اللہ تعالی کا دیدار کیسے ہو گا؟

(ج) حضرت عائشہ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معراج کی رات دیدار باری تعالی کا انکار کرنے سے کیا رؤیت باری تعالی کا محال عقلی ہونا ثابت ہوتا ہے؟

(د) جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار ہونے کے متعلق اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پہلے سوال کا جواب

رؤیتِ باری تعالیٰ سے متعلق عقیدہ :

اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار عقلاً ممکن ہے۔ اس عقیدے پر عقلی دلائل بھی موجود ہیں، قرآن پاک کی کثیر آیات اور احادیث طیبہ سے بھی یہ عقیدہ ثابت ہے، یہی صحابہ کرام کا متفقہ عقیدہ ہے اور اسی پر تمام اہلسنت کا اِجماع ہے، بلکہ اہلسنت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ آخرت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب بھی ہو گا۔ ذیل میں رؤیت باری تعالیٰ کے ممکن ہونے پر عقلی دلائل دیے جارہے ہیں۔

دیدار الہٰی کے ممکن ہونے پر عقلی دلائل:

(1) جوہر (مثلاً کسی بھی جسم کے طول و عرض) کو بھی دیکھا جاسکتا ہے اور اَعراض (مثلاً رنگ، روشنی وغیرہ) کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی ایسی علت ہونی چاہیے جو دونوں میں مشترک ہو کیونکہ ایک جیسے اَحکام کی مختلف علتیں ہونا عقلاً ”نا ممکن“ ہے اور جوہر اور عرض دونوں میں ”وجود“ مشترک ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ذات ”موجود“ ہو گی اسے دیکھنا عقلاً درست ہو گا اور اللہ تعالی بھی ”موجود“ ہے، لہٰذا اللہ تعالی کو بھی دیکھنا عقلاً درست ہے۔

امام اشعری رَحِمَہُ اللہُ (وفات:324ھ) الابانہ عن اصول الدیانہ میں فرماتے ہیں:” ومما يدل على رؤية الله تعالى بالأبصار؛ أنه ليس موجود إلا وجائز أن يرينا‌ه الله عز وجل، وإنما لا يجوز أن يرى المعدوم، فلما كان الله عز وجل موجودا مثبتا، كان غير مستحيل أن يرينا نفسه

عزوجل "ترجمہ: آنکھوں سے اللہ تعالی کی رؤیت کے دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالی موجود ہے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اپنے دیدار سے مشرف فرمادے، کیونکہ جس کو دیکھنا ممکن نہیں ہوتا، وہ معدوم ہوتا ہے تو جب اللہ عزوجل کا موجود ہونا ثابت ہے تو یہ بات محال نہیں ہے کہ وہ ہمیں اپنی رؤیت سے مشرف فرمادے۔[6]

اربعین فی اصول الدین میں امام فخر الدین رازی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:606ھ) فرماتے ہیں:"

قالوا: ثبت أن الجوهر يصح أن يرى، واللون يصح أن يرى، والجواهر والألوان تشتركان في صحة الرؤية. وهذه الصحة حكم حادث، فلابد لها من علة. والحكم المشترك يجب تعليله بعلة مشتركة، لامتناع تعليل الأحكام المتساوية بالعلل المختلفة۔ والمشترك بين الجواهر والأعراض، والوجود مشترك فيه، فاذن وجود الله تعالى علة صالحة لصحة رؤيته واذا حصلت العلة، حصل الحكم لا محالة. فوجب القول بصحة رؤيته، ملتقطاً "ترجمہ: متکلمین یہ دلیل دیتے ہیں کہ جوہر کو دیکھنا ممکن ہوتا ہے اور رنگ کو دیکھنا بھی ممکن ہوتا ہے یعنی جوہر اور رنگ رؤیت کے ممکن ہونے میں مشترک ہیں اور یہ حکم (رؤیت کا ممکن ہونا) حادث ہے، لہٰذا اس کے لئے کسی علت کا ہونا ضروری ہے اور حکم مشترک کی علت کا مشترک ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ ایک جیسے احکام کی مختلف علتیں ہونا، ناممکن ہے۔ جوہر اور اعراض کی مشترک علت "وجود" ہے لہٰذا ذات باری تعالی میں رؤیت کے ممکن ہونے کی علت "وجود" پائی جاتی ہے اور جب علت پائی جارہی ہے تو حکم بھی لازماً پایا جائے گا، لہٰذا اللہ تعالی کی رؤیت کے ممکن ہونے کا قول کرنا عقلاً واجب ہے۔[7]

(2) عقلی اصول یہ ہے کہ جو ذات اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی وہ اشیا کو بھی نہیں دیکھ سکتی

6...۔ الابانۃ عن اصول الدیانۃ، صفحہ 51-52، دار الانصار، قاھرہ

7...۔ اربعین فی اصول الدین، جلد1، صفحہ268، مکتبۃ الکلیات الازھریہ، مصر

اور جو ذات خود اپنے آپ کو دیکھ سکتی ہے، دوسروں کا بھی اسے دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔جب یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی اشیا کو دیکھتا ہے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی خود اپنی ذات کو بھی دیکھ سکتا ہے اور جب اللہ تعالی خود اپنی ذات کو دیکھ سکتا ہے تو ثابت ہوا کہ ہمارا اس ذات کے دیدار سے مشرف ہونا بھی عقلاً ممکن ہے۔

المعتقد المنتقد میں علامہ فضل الرسول بدایونی رَحِمَہُ اللّٰہ (وفات:1289) فرماتے ہیں: "ولا خلاف عند نا انه تعالی یری ذاته المقدسه" ترجمہ: ہمارے ہاں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ تعالی اپنی مقدس ذات کو دیکھتا ہے۔[8]

الابانة عن اصول الدیانة میں امام اشعری رَحِمَہُ اللّٰہ فرماتے ہیں: "ومما یدل علی رؤیة اللہ سبحانه بالأبصار أن اللہ تعالی یری الأشیاء، وإذا کان للأشیاء رائیا فلا یری الأشیاء من لا یری نفسه، وإذا کان لنفسه رائیا فجائز أن یرینا نفسه۔۔ ولما کان اللہ عزوجل رائیا للأشیاء کان رائیا لنفسه، وإذا کان رائیا لها فجائز أن یرینا نفسه" ترجمہ: جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کی رؤیت کے دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی اشیا کو دیکھتا ہے، جب یہ بات ثابت ہے تو اصول یہ ہے کہ جو ذات اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی وہ اشیا کو بھی نہیں دیکھ سکتی اور جو ذات خود اپنے آپ کو دیکھ سکتی ہے، دوسروں کا بھی اسے دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔ اس اصول کی روشنی میں جب یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی اشیا کو دیکھتا ہے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی خود اپنی ذات کو بھی دیکھ سکتا ہے اور جب اللہ تعالی خود اپنی ذات کو دیکھ سکتا ہے تو ثابت ہوا کہ ہمارا اس ذات کے دیدار سے مشرف ہونا بھی ممکن ہے۔[9]

8...۔ المعتقد المنتقد، صفحہ 136، دار اھل السنة، کراچی

9...۔ الابانة عن اصول الدیانة، صفحہ 52، دار الانصار، قاھرہ

(3) اگر عقل کو بالکل خالی چھوڑ دیا جائے اور کوئی دلیل پیش نہ کی جائے، تو عقل خود بھی رؤیت باری تعالی کو ممکن سمجھتی ہے اور اس کے محال ہونے کا حکم نہیں لگاتی۔ اگر رؤیت باری تعالی عقلاً محال ہوتی تو اسے کسی دلیل کی ضرورت نہ پڑتی اور عقل اصلاً رؤیت باری تعالی کے ممکن ہونے کا انکار کرتی، کیونکہ اصل اللہ تعالی کے علاوہ ہر چیز کا نہ ہونا ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: "ان العقل اذا خلی ونفسه لم يحكم بامتناع الرؤية، ما لم يقم له برهان على ذلك، مع ان الاصل عدمه " ترجمہ: اگر عقل کو بالکل خالی چھوڑ دیا جائے تو جب تک رؤیت باری تعالی کے محال ہونے پر کوئی دلیل پیش نہ کی جائے اس وقت تک عقل رؤیت باری تعالی کے محال ہونے کا حکم نہیں لگاتی جبکہ اصل (اللہ تعالی کے علاوہ ہر چیز کا) عدم ہونا ہے۔[10]

(4) رؤیت کے لئے جسے دیکھا جارہا ہے اس کا جسم، جہت اور رنگ والا ہونا ضروری و مشروط نہیں ہے، بلکہ رؤیت اللہ تعالی کی تخلیق ہے (کہ وہ جس کے لئے چاہے، جتنی چاہے، تخلیق فرمادے۔) اسی لئے یہ بات عقلاً ممکن ہے کہ چین میں بیٹھا شخص مغرب میں واقع اندلس میں مچھر کو اڑتا ہوا دیکھ لے، ہاں عادت الٰہیہ یہی جاری ہے کہ اللہ تعالی اسباب مذکورہ کے تحت ہی رؤیت کو تخلیق فرماتا ہے اور ان اسباب کے نہ ہونے پر تخلیق نہیں فرماتا، لیکن ممکن ہے کہ وہ جس کے لئے چاہے خارق عادت تخلیق فرمادے، جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آگے دیکھتے تھے۔

شرح العقائد النسفیہ میں ہے: "و اقوى شبههم من العقليات ان الروية

10...۔ شرح عقائد النسفیہ، صفحہ 263، مطبوعہ کراچی

مشروطة بکون المرئی فی مکان و جهة۔۔و الجواب منع ھذا الاشتراط“ ترجمہ:ایک بہت قوی عقلی اعتراض یہ ہے کہ رؤیت کے لئے شرط ہے کہ جسے دیکھا جارہاہے وہ کسی مکان اور جہت میں ہو(ورنہ رؤیت ممکن نہیں ہے۔)اس کاجواب یہ ہے کہ یہ شرط معتبر نہیں ہے۔[11]

اس کے تحت النبراس میں ہے:”و تحقیقه ان الرؤیة عندنا بخلق الله سبحانه، فلذا جوز المشائخ ان یری الاعمی بالصین بقة تطیر بأندلس من المغرب. نعم، العادة الإلهیة جاریة بخلق الرؤیة عند تحقق الأسباب المذکورة، وبعدم خلقها عند انتفائها، ویجوز أن یخرقها لمن شاء؛ فإن النبي کان یری خلفه کما یری أمامه“ترجمہ: در حقیقت ہمارے نزدیک رؤیت ، اللہ تعالی کی تخلیق ہے(کہ وہ جس کے لئے چاہے جتنی چاہے تخلیق فرمادے)اسی لئے مشائخ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ یہ بات عقلاً ممکن ہے کہ چین میں بیٹھا اندھا شخص مغرب میں واقع اندلس میں پسو کو اڑتا ہوا دیکھ لے، ہاں عادت الٰہیہ یہی جاری ہے کہ اللہ تعالی اسباب مذکورہ کے تحت ہی رؤیت کو تخلیق فرماتاہے اور ان اسباب کے نہ ہونے پر تخلیق نہیں فرماتا؛ لیکن ممکن ہے کہ وہ جس کے لئے چاہے خارق عادت تخلیق فرمادے، جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آگے دیکھتے تھے۔[12]

فتاوی شارح بخاری میں علامہ شریف الحق امجدی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں:”دکھائی دینے کے لئے جسم والا ہوناضروری نہیں۔ بلکہ بربنائے تحقیق جسم کا دکھائی دینا محال۔ ہم جسم کے رنگ روپ اور ڈیل ڈول کو دیکھتے ہیں، جسم کو نہیں دیکھتے۔ روشنی اور اندھیرا جسم نہیں، مگر ہم دیکھتے

---

11 ....۔ شرح عقائدالنسفیہ، صفحہ272، مطبوعہ کراچی

12 ....۔ المصدرالسابق

ہیں۔ اس لئے یہ استدلال فاسد ہے۔"[13]

(5) رؤیت کے لئے جسے دیکھا جارہا ہے اس کا جہت اور رنگ والا ہونا ضروری و مشروط تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ بات ممکن ہے کہ یہ شرائط فقط دنیاوی معاملات میں ہوں یا جواہر اور اَعراض کے دیکھنے کے متعلق ہوں اور اُخروی معاملات اور اللہ تعالی کی رؤیت میں یہ شرائط نہ ہوں، لہٰذا اس سے کسی بھی طرح اللہ تعالی کی رؤیت عقلاً محال ثابت نہیں ہوتی۔

علامہ عبد العزیز پرہاڑوی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: "لو سلمنا هذا الاشتراط، فانما هي شروط في هذه النشأة الدنيوية فقط، أو في رؤية الجواهر والأعراض فقط، ويجوز أن يكون الحال في النشأة الأخروية وفي رؤية الحق سبحانه على خلاف ذلك "ترجمہ: اگر ہم جہت وغیرہ کو شرط تسلیم کر بھی لیں تو یہ شرائط فقط دنیاوی معاملات میں ہیں یا جواہر اور اعراض کے دیکھنے سے متعلق ہیں، ممکن ہے کہ اخروی معاملات اور اللہ تعالی کی رؤیت میں یہ شرائط نہ ہوں۔[14]

دیدار الٰہی ممکن ہونے پر شرعی دلائل:

(6) قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دیدار کا سوال کیا۔ اگر اللہ تعالی کا دیدار عقلاً ممکن نہ ہوتا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست نہ کرتے؛ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے نبی اور کلیم ہیں، لہٰذا یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کو یہ تک معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالی کے حق میں کیا عقائد رکھنا ضروری ہیں اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ آپ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ تعالی کا دیدار ناممکن و محال ہے پھر بھی عرض کی، کیونکہ ناممکن کی درخواست کرنا عبث (بے فائدہ) و کم عقلی ہے اور انبیائے کرام اس

13...۔ فتاوی شارح بخاری، جلد1، صفحہ121، شبیر برادرز، لاھور

14...۔ النبراس شرح عقائد النسفیہ، صفحہ272، مطبوعہ کراچی

سے پاک ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ﴾ ترجمہ: جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا۔ عرض کی :اے رب میرے !مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔(15)

کتاب المواقف میں علامہ عضد الدین الایجی رَحِمَہُ اللہ (وفات:756ھ) فرماتے ہیں:" أن موسى سأل الرؤية ولو امتنع لما سأل لأنه حينئذ إما أن يعلم امتناعه أو يجهله فإن علمه فالعاقل لا يطلب المحال فإنه عبث وإن جهله فالجاهل بما لا يجوز على الله ويمتنع لا يكون نبيا كليما "

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رؤیت کا سوال کیا۔ اگر رؤیت ناممکن ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہرگز اس کا سوال نہ کرتے کیونکہ یا تو حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کی رؤیت کے ناممکن ہونے کا معلوم ہو گا یا معلوم نہیں ہو گا۔ اگر معلوم مانیں (کہ اللہ تعالی کی رؤیت ممکن نہیں) تو ایک عاقل شخص بھی ناممکن چیز کا سوال نہیں کرتا، کہ یہ ایک فالتو کام ہے (چہ جائیکہ ایک جلیل القدر نبی سے اس کا تصور کیا جائے) اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم نہ ہو (کہ اللہ تعالی کی رؤیت عقلاً ممکن نہیں) تو ایسا شخص جس کو یہ تک معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالی کے حق میں کیا بات ممکن ہے اور کیا بات ناممکن ہے، وہ نبی کلیم نہیں ہو سکتا۔(16)

شرح عقیدہ الطحاویہ میں ہے:" لا يظن بكليم الله ورسوله الكريم وأعلم الناس بربه في وقته أن يسأل ما لا يجوز عليه" ترجمہ: اللہ تعالی کی کے کلیم، رسول کریم اور اپنے زمانے کے سب سے زیادہ اللہ تعالی کی معرفت رکھنے والے کے بارے میں ایسا گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اللہ تعالی

15...۔ پارہ 9، سورۃ اعراف، آیت 143

16...۔ کتاب المواقف، جلد 3، صفحہ 158، دار الجیل، بیروت

سے اس بات کا سوال کریں جو اللہ تعالی کے حق میں ممکن نہ ہو۔[17]

(7) اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض پر جواباً ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ (تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا) فرمایا، " : لَاأُرٰی " (مجھے دیکھا نہیں جا سکتا) نہیں فرمایا۔ جواب کے اس انداز سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو دیکھا جا سکتا ہے۔ جیسے اگر کسی آدمی کے پاس ایسی چیز ہو جسے کھانا، ممکن نہ ہو مثلاً پتھر ہو اور اسے دوسرا آدمی کہے:" یہ مجھے دو، میں اسے کھاؤں گا۔" تو اسے یہ جواب نہیں دیا جائے گا:"تو اسے نہیں کھا سکتا۔" بلکہ یہ جواب دیا جائے گا:"یہ کھایا نہیں جا سکتا۔" اور اگر اس شخص کے پاس ایسی چیز ہو جسے کھایا جانا، ممکن ہو مثلاً سیب ہو اور کوئی شخص اسے کہے کہ یہ مجھے دو، میں اسے کھاؤں گا۔ تو اسے یہ جواب نہیں دیا جاتا:"یہ سیب کھایا نہیں جا سکتا۔" بلکہ اسے کہا جائے گا:"تو کھا نہیں سکے گا۔" یعنی یہ سیب کھایا تو جا سکتا ہے لیکن (کسی وجہ سے) تو نہیں کھا سکے گا، لہٰذا یہاں بھی انداز جواب (تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا) اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ تعال کی رؤیت عقلاً ممکن ہے۔

اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ﴾
ترجمہ: عرض کی اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں، فرمایا: تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا۔[18]

اس آیت کے تحت مفاتیح الغیب میں امام رازی رَحِمَہُ اللّٰہُ (وفات:606ھ) فرماتے ہیں:" أنه تعالى جائز الرؤية وذلك لأنه تعالى لو كان مستحيل الرؤية لقال: لا أرى۔ألا ترى أنه لو كان في يد رجل حجر فقال له إنسان ناولني هذا لآكله فإنه يقول له هذا لا

17...۔ شرح عقیدہ الطحاویہ، 156، وزارۃ الشؤون الإسلامیۃ، بیروت

18...۔ پارہ 9، سورۃ اعراف، آیت 143

يؤكل ولا يقول له لا تأكل. ولو كان في يده بدل الحجر تفاحة لقال له: لا تأكلها أي هذا مما يؤكل ولكنك لا تأكله. فلما قال تعالى: لن تراني ولم يقل لا أرى علمنا أن هذا يدل على أنه تعالى في ذاته جائز الرؤية" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن نہ ہوتا تو جواباً "مجھے دیکھا نہیں جاسکتا" کہا جاتا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ میں پتھر ہو اور اسے دوسرا آدمی کہے: " یہ مجھے دو، میں اسے کھاؤں گا۔" تو اسے وہ جواب دے گا: "یہ کھایا نہیں جاسکتا۔" یہ جواب نہیں دے گا: "تو اسے نہیں کھاسکتا۔" اور اگر اس شخص کے ہاتھ میں پتھر کی بجائے سیب ہو تو اسے جواب دیا جائے گا: "تو اسے نہیں کھاسکتا۔" یعنی اسے کھایا تو جاسکتا ہے لیکن تو نہیں کھاسکتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے " مجھے دیکھا نہیں جاسکتا۔" کی بجائے "تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔" فرمانے سے ہمیں پتا چل گیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ جواب اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ فی نفسہٖ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے۔[19]

(8) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کو پہاڑ کے اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنے پر معلق فرمایا اور پہاڑ کا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنا فی نفسہٖ تو ممکن ہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿جَعَلَهٗ دَكًّا﴾ یعنی پہاڑ پہلے سے ریزہ ریزہ نہیں تھا بلکہ اللہ عزوجل نے اسے پاش پاش فرمادیا اور اللہ عزوجل چاہتا تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ نہ فرماتا اور عقلی قاعدہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ممکن پر معلق کیا جائے تو وہ چیز خود بھی ممکن ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ﴾ ترجمہ: تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ، یہ

19...۔ التفسیر الکبیر للرازی، جلد 14، صفحہ 355، دار احیاء التراث العربی، بیروت

اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، تو عنقریب تُو مجھے دیکھ لے گا۔[20]

ابو سعید دارمی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 280ھ) لکھتے ہیں: "ولو قد شاء لاستقر الجبل ورآه موسى" ترجمہ: اگر اللہ تعالی چاہتا تو پہاڑ کو اپنی جگہ پر استقرار عطا فرما دیتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا دیدار کروا دیتا۔[21]

تفسیر کبیر میں ہے: "إنه تعالى علق رؤيته على أمر جائز لأنه تعالى علق رؤيته على استقرار الجبل بدليل قوله تعالى: ﴿فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ﴾ واستقرار الجبل أمر جائز الوجود في نفسه ۔۔إذا ثبت هذا وجب أن تكون رؤيته جائزة الوجود في نفسها لأنه لما كان ذلك الشرط أمرا جائز الوجود لم يلزم من فرض وقوعه محال "ترجمہ: اللہ تعالی نے اپنی رؤیت کو ایک ممکن کام پر معلق فرمایا کہ اللہ تعالی نے اس آیت ﴿فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ﴾ میں پہاڑ کے قائم رہنے پر اپنی رؤیت کو معلق فرمایا اور پہاڑ کا اپنی جگہ پر قائم رہنا فی نفسہٖ ممکن کام ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ فی نفسہٖ اللہ تعالی کی رؤیت ممکن ہو کیونکہ جب یہ شرط ممکن الوجود ہو تو اس کے وقوع کا محال ہونا لازم نہیں ہے۔[22]

صدر الافاضل رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: "پہاڑ کا ثابت رہنا امرِ ممکن ہے، کیونکہ اس کی نسبت فرمایا: ﴿جَعَلَهٗ دَكًّا﴾ "اسے پاش پاش کر دیا "تو جو چیز اللہ تعالی کی مجعول ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ اگر اس کو وجود عطا نہ کرے تو وہ موجود نہ ہو کیونکہ وہ اپنے فعل میں مختار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استقرار امرِ ممکن ہے، محال نہیں اور جو چیز امرِ ممکن پر معلّق

20...۔ پارہ 9، سورۃ اعراف، آیت 143

21...۔ الردعلی الجهمیه، صفحه 125، دار ابن اثیر، کویت

22...۔ التفسیر الکبیر للرازی، جلد 14، صفحه 355-356، دار احیاء التراث العربی، بیروت

کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے، محال نہیں ہوتی ، لہٰذا دیدارِ الٰہی جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا، تو ان کا قول باطل ہے جو اللہ تعالی کا دیدار محال بتاتے ہیں۔ "[23]

(9) قرآن و حدیث میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا، تو جب اللہ تعالیٰ سے بغیر واسطے اور بغیر جہت و جسم کے کلام کیا جا سکتا ہے تو اسے دیکھا بھی جا سکتا ہے۔

شرح عقیدہ الطحاویہ میں ہے: "ان الله کلم موسى وناداه وناجاه، ومن جاز عليه التكلم والتكليم وأن يسمع مخاطبه كلامه بغير واسطة - فرؤيته أولى بالجواز. ولهذا لا يتم إنكار رؤيته إلا بإنكار كلامه" ترجمہ: اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا، ان کو ندا فرمائی اور سرگوشی فرمائی۔ تو جس ذات کے ساتھ کلام کرنا، ممکن ہے اور بغیر واسطے کے اس کا کلام سننا ممکن ہے تو اس ذات کو دیکھنا بدرجہ اَولیٰ ممکن ہے۔ لہٰذا رؤیت کا انکار کرنے کے لئے کلام کرنے کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔[24]

(10) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم سورج، چاند اور ستاروں کو اپنا رب ٹھہراتی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے معبودوں کے باطل ہونے کی دلیل یہ دی کہ سورج، چاند اور ستارے تو ڈوب جاتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں اور جو ڈوب جائے اور چھپ جائے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان چاند، ستاروں کو دیکھنے کے باوجود یہ دلیل نہیں دی کہ "یہ چاند، ستارے تو نظر آ رہے ہیں اور اللہ تعالی کو دیکھا نہیں جا سکتا۔" اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو دیکھنا بالکل ممکن ہے۔

23... خزائن العرفان، پارہ 9، سورۃ اعراف، آیت 143

24... شرح عقیدہ الطحاویہ، 157، وزارۃ الشؤون الإسلامیۃ، بیروت

قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اثبات باری تعالی کے متعلق قصہ یوں بیان فرمایا گیا ہے:﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ (۷۶) فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ (۷۷) فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ ترجمہ: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا، ایک تارا دیکھا، بولے: اسے میرا رب ٹھہراتے ہو؟ پھر جب وہ ڈوب گیا، بولے: مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔ پھر جب چاند چمکتا دیکھا، بولے: اسے میرا رب بتاتے ہو؟ پھر جب وہ ڈوب گیا، کہا: اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا۔ پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا، بولے: اسے میرا رب کہتے ہو؟ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا، کہا: اے قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔[25]

امام ماتریدی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 333ھ) کتاب التوحید میں فرماتے ہیں: "محاجة إبراهيم قومه في النجوم وما ذكر بالأفول والغيبة ولم يحاجهم بأن لا يحب ربا يرى ولكن حاجهم بأن لا يحب ربا يأفل إذ هو دليل عدم الدوام" ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو ستاروں کے (رب نہ ہونے کے) متعلق یہ دلیل دی کہ وہ ڈوب جاتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں، یہ دلیل نہیں دی کہ وہ ایسے رب کو پسند نہیں کرتے جسے دیکھا جا سکتا ہو بلکہ یہ فرمایا کہ میں ڈوبنے والے کو رب پسند نہیں کرتا، کہ ڈوبنا عدم دوام کی دلیل ہے۔[26]

(11) اللہ تعالی نے کفار کے متعلق یہ وعید ارشاد فرمائی کہ وہ قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ اللہ تعالی کا کفار کے حق میں اس بات کو بطور وعید ذکر فرمانا اس

25... پارہ 7، سورت الانعام، آیت 76-78

26... کتاب التوحید، صفحہ 78، دار الجماعات المصریہ، الاسکندریہ

بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار ممکن ہے، کیونکہ جو چیز (رؤیت کانہ ہونا) کفار کے لئے وعید وتہدید ہو وہی چیز (رؤیت کانہ ہونا) مومنین کے حق میں بھی مان لی جائے تو اس میں کفار کے لئے کوئی خصوصیت اور وعید نہیں رہے گی؛ اور مومنین کا دیدار باری تعالی سے مشرف ہونا اس کے ممکن ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ ترجمہ: ہاں ہاں! بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں۔[27]

امام آلوسی رَحِمَہُ اللہُ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: " أي هؤلاء المكذبين عن ربهم يومئذ لمحجوبون لا يرونه سبحانه وهو عز وجل حاضر ناظر لهم بخلاف المؤمنين فالحجاب مجاز عن عدم الرؤية۔۔ واحتج بالآية مالك على رؤية المؤمنين له تعالى من جهة دليل الخطاب وإلا فلو حجب الكل لما أغنى هذا التخصيص. وقال الشافعي: لما حجب سبحانه قوما بالسخط دل على أن قوما يرونه بالرضا. وقال أنس بن مالك: لما حجب عز وجل أعداءه سبحانه فلم يروه تجلى جل شأنه لأوليائه حتى رأوه عز وجل "ترجمہ: یعنی یہ جھٹلانے والے اس دن اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے اور مومنین کے برعکس اللہ تعالی کی رؤیت سے محروم ہوں گے اس حال میں کہ اللہ تعالی موجود اور ان کا مشاہدہ فرمارہا ہو گا۔ پس حجاب سے مجازاً "عدم رؤیت" مراد ہے۔ امام مالک رَحِمَہُ اللہُ نے اس آیت سے مومنین کے لئے اللہ تعالی کی رؤیت کا بطور دلیل خطاب اثبات فرمایا ہے، کیونکہ اگر تمام لوگوں سے حجاب ہوتا، تو کافروں کے لئے اس تخصیص کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ امام شافعی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: اللہ تعالی کا ایک گروہ کو بطور سزا اپنے دیدار سے محروم فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دوسرے گروہ کو بطور رضا

27...۔ پارہ30، سورۃ المطففین، آیت 15

اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ اور حضرت انس بن مالک رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: ”جب اللہ تعالی نے اپنے دشمنوں سے حجاب فرمایا کہ وہ اسے نہ دیکھ سکیں تو اللہ تعالی اپنے اولیاء کو دیدار سے مشرف ضرور فرمائے گا۔[28]

خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت ہے: ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ مومنین کو آخرت میں دیدارِ الٰہی کی نعمت میسّر آئے گی کیونکہ محرومی دیدار سے کفّار کی وعید میں ذکر کی گئی اور جو چیز کفّار کے لئے وعید و تہدید ہو وہ مسلمان کے حق میں ثابت ہو نہیں سکتی، تو لازم آیا کہ مومنین کے حق میں یہ محرومی ثابت نہ ہو، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اس نے اپنے دشمنوں کو اپنے دیدار سے محروم کیا تو دوستوں کو اپنی تجلّی سے نوازے گا اور اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔ “[29]

(12) اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک سے زائد مقامات پر مومنین کو یہ بشادت دی کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے دیدار کے وقوع کی خبر ارشاد فرمائی۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ عقلاً ممکن ہے، کیونکہ شرعاً وقوع کا ثبوت امکان عقلی کو مستلزم ہے کہ محالات عقلی کا وقوع شرعاً بھی نہیں ہو سکتا۔

1۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌ ﴾ ترجمہ: بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔[30]

امام ثعلبی رَحِمَہُ اللہُ الکشف و البیان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ”عن أنس

28…۔ تفسیر روح المعانی، جلد 15، صفحة 280، دار الکتب العلمیه، بیروت

29…۔ خزائن العرفان، پارہ 30، سورۃ المطففین، آیت 15

30…۔ پارہ 11، سورہ یونس، آیت 26

بن مالك قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلّم عن هذه الآية ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ فقال: الذين أحسنوا العمل في الدنيا الحسنى وهي الجنّة والزيادة النظر إلى وجه الله الكريم. وهو قول أبي بكر الصديق وحذيفة وأبي موسى وصهيب وعبادة بن الصامت وكعب ابن عجرة وعامر بن سعد وعبد الرحمن بن سابط والحسن وعكرمة وأبي الجوزاء والضحاك والسدي وعطاء ومقاتل" ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس آیت ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنہوں نے دنیا میں اچھے عمل کیے ان کے لئے "حسنیٰ" یعنی جنت اور "اس سے بھی زیادہ" ہے اور زیادہ سے مراد اللہ تعالی کا دیدار ہے۔ (امام ثعلبی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں:) یہی قول حضرت ابو بکر، حضرت حذیفہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت صہیب، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت کعب بن عجرہ، حضرت عامر بن سعد، حضرت عبد الرحمن بن سابط، حضرت حسن، حضرت عکرمہ، ابو الجوزاء، ضحاک، سدی، عطا اور مقاتل رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔[31]

2۔ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ ترجمہ: کچھ منہ اس دن ترو تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کو دیکھتے۔[32]

سنن الترمذی میں ہے: "عن ابن عمر، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أدنى أهل الجنة منزلة لمن ينظر إلى جنانه وأزواجه ونعيمه وخدمه وسرره مسيرة ألف سنة، وأكرمهم على الله من ينظر إلى وجهه غدوة وعشية»، ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم

31...۔ الکشف والبیان، جلد5، صفحہ129، دار احیاء التراث العربی، بیروت

32...۔ پارہ29، سورۃ القیامۃ، آیت22-23

﴿ وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ ” ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا:” جو سب سے کم تر درجے کا جنتی ہو گا جو اپنے باغات، بیویوں، نعمتوں، خادموں اور تختوں کی طرف دیکھے گا تو وہ ایک ہزار سال کی مسافت پر مشتمل ہوں گے اور اللہ کے یہاں سب سے مکرم وہ ہو گا جو اللہ کے وجہ کی طرف صبح و شام دیکھے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾[33]

دیدارِ الٰہی کے عقلاً ممکن ہونے پر اِجماع:

رؤیت باری تعالیٰ کے عقلاً ممکن ہونے پر صحابہ کرام اور ان کے بعد تمام اہلسنت کا اجماع ہے۔ حضرت امام ابوزکریا محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ ”المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج“ میں فرماتے ہیں: ”اعلم أن **مذهب أهل السنة بأجمعهم** أن رؤية الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلا وأجمعوا أيضا على وقوعها في الآخرة وأن المؤمنين يرون الله تعالى۔۔ وقد تظاهرت **أدلة الكتاب والسنة وإجماع الصحابة فمن بعدهم من سلف الأمة على إثبات رؤية الله تعالى** في الآخرة للمؤمنين ورواها نحو من عشرين صحابيا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وآيات القرآن فيها مشهورة“ ترجمہ: جان لو کہ **اہلسنت کا اِجماعی مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے**، محال عقلی نہیں ہے۔ اور اسی طرح **اہلسنت کا اس بات پر بھی اِجماع ہے کہ آخرت میں اللہ تعالی کا دیدار ہو گا** اور مومنین اللہ تعالی کا دیدار کریں گے، نہ کہ کافر۔ **تحقیق قرآن وسنت اور صحابہ کرام اور ان کے بعد کے اسلافِ امت علیہم الرضوان کے اجماع کے دلائل، آخرت میں مومنین کے لیے اللہ تعالی کے دیدار کے اثبات پر ظاہر ہیں۔** اور

33۔۔۔ سنن الترمذی، جلد4، صفحۃ688، مطبوعہ مصر

تقریبا بیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے اسے روایت کیاہے اور قرآن کی آیات اس بارے میں مشہور ہیں۔[34]

امام عبدالغنی المقدسی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 600ھ) لکھتے ہیں: " أجمع أهل الحق واتفق أهل التوحيد والصدق - أن الله تعالى يرى في الآخرة " ترجمہ: اہل حق اور اہل توحید وصدق اس بات پر متفق و مجتمع ہیں کہ اللہ تعالی کا آخرت میں دیدار ہو گا۔[35]

المواقف مع الشرح لقاضی عضد الدین الایجی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:756ھ) میں ہے: "بل وفى صحته ايضا (اجماع الامة قبل حدوث المخالفين على وقوع الرؤية) و مثل هذا الاجماع مفيد لليقين" ترجمہ: بلکہ آخرت میں دیدار باری تعالیٰ کے وقوع کے درست ہونے پر بھی مخالفین کے وجود سے پہلے تمام امت کا اتفاق واِجماع تھا اور ایسا اِجماع علم یقینی کا فائدہ دیتاہے۔[36]

شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے: "وقد قال بثبوت الرؤية الصحابة والتابعون، وأئمة الإسلام المعروفون بالإمامة في الدين، وأهل الحديث، وسائر طوائف أهل الكلام المنسوبون إلى السنة والجماعة وهذه المسألة من أشرف مسائل أصول الدين وأجلها" ترجمہ: اللہ تعالی کی رؤیت کے ثبوت کے متعلق صحابہ، تابعین، مشہور ائمہ اسلام، محدثین اور اہلسنت و جماعت کہلانے والے تمام متکلمین متفق ہیں۔ رؤیت باری تعالی کا مسئلہ اصول دین کے اشرف و اجل

34...۔ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم، جلد3، صفحہ15، بیروت

35...۔ عقيدة الحافظ عبدالغني المقدسي، صفحہ58، مطابع الفردوس، رياض

36...۔ شرح المواقف، جلد8، صفحة150، دار الكتب العلميه، بيروت

مسائل میں سے ایک ہے۔[37]

بروزِ قیامت مسلمانوں کے لیے دیدارِ الٰہی:

امام ثعلبی رَحِمَہُ اللّٰہُ الکشف و البیان میں فرماتے ہیں: "عن أنس بن مالك قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلّم عن هذه الآية ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ فقال: الذين أحسنوا العمل في الدنيا الحسنى وهي الجنّة والزيادة النظر إلى وجه الله الكريم. **وهو قول أبي بكر الصديق وحذيفة وأبي موسى وصهيب وعبادة بن الصامت و كعب ابن عجرة وعامر بن سعد وعبد الرحمن بن سابط والحسن وعكرمة وأبي الجوزاء والضحاك والسدي وعطاء ومقاتل** " ترجمہ: حضرت انس بن مالک رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے اس آیت ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا: جنہوں نے دنیا میں اچھے عمل کیے ان کے لئے "حسنیٰ" یعنی جنت اور "اس سے بھی زیادہ" ہے اور زیادہ سے مراد اللہ تعالی کا دیدار ہے۔ (امام ثعلبی رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں:) **یہی قول حضرت ابو بکر، حضرت حذیفہ، حضرت ابو موسی اشعری، حضرت صہیب، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت کعب بن عجرہ، حضرت عامر بن سعد، حضرت عبد الرحمن بن سابط، حضرت حسن، حضرت عکرمہ، ابوالجوزاء، ضحاک، سدی، عطا اور مقاتل رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔**[38]

بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں: "دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔"[39]

37...۔ شرح عقیدہ الطحاویۃ، صفحہ 153، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

38...۔ الکشف والبیان، جلد 5، صفحہ 129، داراحیاء التراث العربی، بیروت

39...۔ بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 20-21، مکتبۃ المدینہ، کراچی

دوسرے سوال کا جواب

جہت ورنگ کے بغیر اللہ تعالی کا دیدار کیسے ہو گا؟

اولاً: عقل مخلوق و حادث ہے اور اللہ تعالیٰ خالق و قدیم، تو عقلی خیالات و قیاسات سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، لہٰذا یہ سوال ہی درست نہیں۔

ثانیاً: بغیر جہت کے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت کو بیان کرنا غائب (اللہ تعالیٰ) کو شاہد پر قیاس کرنا ہے اور ایسا قیاس کرنا ہی عقلاً درست نہیں ہے۔

ثالثاً: جب یہ بات ثابت ہے کہ عقلی وہم وخیالات اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بعض معاملات (مثلاً بغیر جہت کے کلام اللہ کا ممکن ہونا وغیرہ) میں عاجز و غیر معتبر ہیں، تو اس جیسے باقی معاملات میں عقلی دلائل و قیاسات کس دلیل کی بنیاد پر قبول کیے جائیں؟

رابعاً: اوپر عقلی دلائل کے بیان میں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کسی ذات کی رؤیت (دیدار) کے لیے اس کا جہت یا رنگ والا ہونا ضروری نہیں ہے ، لہٰذا قرآن وحدیث اور عقل کی روشنی میں یہ بات تو ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار سر کی آنکھوں سے ہو گا۔ تشبیہ، تمثیل، صورت، جہت، کیفیت ، کمیت ، ہئیت منظورہ، مسافت یعنی قریب، بعید، اتصال، انفصال، حلول، اتحاد، اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، آگے ، پیچھے، ان سب باتوں سے بالکلیہ پاک ہو گا۔ رہی یہ بات کہ ان سب باتوں کے بغیر اللہ تعالی کا دیدار کیسے ہو گا؟ تو ابھی عقل کی اس تک رسائی نہیں ہے جب رؤیت ہو گی اس وقت معلوم ہو جائے گا۔

اربعین فی اصول الدین میں ہے: ”ان حکم الوهم و الخیال فی معرفة الله تعالی لم یکن مقبولاً وان لم یکن مقبولا ، لم یکن حکم الوهم بأن ما کان منزها عن الجهة ، کان غیر مرئی : واجب القبول . لأن الوهم والخیال لما صار کل واحد منهما مردود الحکم فی بعض

الأحكام، لم يبق الاعتماد عليهما في شيء من المواضع ملتقطاً "ترجمہ: (**اصولی بات یہ ہے کہ**) **اللہ تبارک وتعالی کی معرفت کے متعلق وہم اور عقلی خیال مقبول نہیں ہیں، تو جب وہم اور خیال مقبول ہی نہیں ہیں تو عقلی وہم کی بنیاد پر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ بات ماننا لازم ہے کہ "جو جہت سے منزہ ہو اسے دیکھا نہیں جا سکتا؟" کیونکہ جب بعض احکام میں وہم اور خیال کا حکم قابل قبول نہیں ہے (جیسے بغیر جہت کے کلام اللہ کا ممکن ہونا) تو باقی احکام میں بھی ان پر اعتماد باقی نہیں رہا۔**(40)

شرح عقائد نسفیہ میں امام سعد الدین تفتازانی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: "فيرى لا في مكان ولا على جهة ۔۔۔ وقياس الغائب على الشاهد فاسد " **ترجمہ: اللہ تعالی کو مکان اور جہت کے بغیر دیکھا جائے گا اور شاہد پر غائب کو قیاس کرنا فاسد ہے۔**(41)

منح الروض الازہر **میں ملا علی القاری رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں:** "(والله يرى في الآخرة) أي: يوم القيامة، (ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم) وهو قول اكثر اهل السلف (بلا تشبيه) أي: رؤية مقرونة بتنزيه لا مكنونة بتشبيه (ولا كيفية) أي: في الصورة (ولا كمية) أي: في الهيئة المنظورة (ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة) أي: لا في غاية من القرب ولا في نهاية من البعد، ولا يوصف بالاتصال ولا بنعت الانفصال ولا بالحلول والاتحاد كما يقوله الوجودية المائلون إلى الاتحاد، فذات رؤيته ثابت بالكتاب والسنة إلاّ أنّها متشابهة من حيث الجهة والكمية والكيفية، فنثبت ما أثبته النقل و ننفي عنه ما نزّهه العقل " **ترجمہ: اللہ تعالی کو آخرت یعنی قیامت کے دن دیکھا جا سکے گا اور مؤمنین جنت میں اپنے سر کی آنکھوں سے بلا تشبیہ اس ذات بابرکت کو دیکھیں گے یعنی وہ رؤیت ایسی ہو گی جو تنزیہ کی صفت سے متصف ہو گی نہ کہ تشبیہ کی**

40...۔ اربعین فی اصول الدین، جلد1، صفحہ267، مکتبۃ الکلیات الازہریہ، مصر

41...۔ شرح عقائدالنسفیہ، صفحہ272، مطبوعہ کراچی

صفت سے۔ اور (وہ رؤیت) بلا کیفیتِ صورت اور بلا کمیت ہیئتِ منظورہ ہو گی اور نہ ہی اللہ تعالی اور مخلوق کے درمیان مسافت کا کوئی مسئلہ ہو گا یعنی نہ ہی قرب کی کوئی حد ہو گی، نہ ہی بُعد کی، اور نہ ہی وہ رؤیت اتصال، انفصال اور حلول و اتحاد کی صفت سے متصف ہو گی جیسا کہ بعض وجودیہ کا مؤقف ہے جو کہ اتحاد کی طرف مائل ہیں۔ (خلاصہ کلام یہ کہ) اللہ تعالی کی رؤیت قرآن و سنت سے ثابت ہے لیکن جہت، کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے مشتبہ ہے تو جتنی بات نقلاً ثابت ہے، ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور عقل جس چیز کی اللہ تعالی کی ذات سے نفی کرتی ہے اس چیز کو نہیں مانتے۔[42]

فتاوی رضویہ میں ہے: "رب عزوجل فاعل مختار ہے اس کے ارادے کے سوا عالم میں کوئی شے مؤثر نہیں، رؤیت شے نہ اجتماع شرائط عادیہ سے واجب نہ ان کے انتفاء سے محال، وہ چاہے تو سب شرطیں جمع ہوں اور دن کو سامنے کا پہاڑ نظر نہ آئے اور چاہے تو بلا شرط رؤیت ہو جائے جیسے بحمدہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا دیدار کہ کیفیت وجہت ولون وو قوع ضوو محاذات و قُرب و بُعد و مسافت وغیرہا جملہ شرائطِ عادیہ سے پاک و منزہ ہے۔"[43]

بہار شریعت میں ہے: "اس کا دیدار بلا کیف ہے، یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے، جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے، نزدیک یا دور، وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے، اوپر یا نیچے، دہنے یا بائیں، آگے یا پیچھے، اس کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہو گا۔ پھر رہا یہ کہ کیونکر ہو گا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل نہیں، اِن شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اس وقت بتا دیں گے۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے

42...۔ منح الروض الازھر، صفحہ 149، مکتبۃ المدینہ، کراچی

43...۔ فتاوی رضویہ، جلد 27، صفحہ 536-537، رضافاؤنڈیشن، لاھور

کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اس تک عقل رسا نہیں۔"[44]

تیسرے سوال کا جواب

دیدارِ الٰہی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا متفقہ مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار عقلاً ممکن ہے اور **حضرت عائشہ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رؤیت باری تعالی کے "وقوع" کے انکار کرنے سے اس کا محال عقلی ہونا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ اس سے تو رؤیت باری تعالیٰ کا عقلی جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ:**

اولاً: وقوع میں اختلاف ہونا ہی امکان کی دلیل ہوتا ہے، کیونکہ اگر رؤیت باری تعالیٰ محال ہوتی تمام صحابہ اس کے عدم وقوع پر متفق ہوتے۔

ثانیاً: صحابہ کرام کے درمیان اس بات پر اختلاف ضرور ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالی کا دیدار کیا یا نہیں؟ (اور اس میں بھی کثیر صحابہ کرام کا مختار مؤقف یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج کی رات اللہ تعالی کے دیدار سے مشرف ہوئے) لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس وجہ سے دوسرے کی تکفیر و تضلیل نہیں کی۔ اگر معاذ اللہ دیدار باری تعالی محال عقلی ہوتا، تو یہ عقیدہ رکھنے والوں کی تکفیر و تضلیل کی جاتی۔

ثالثاً: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بھی رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فقط دنیا میں رؤیت باری تعالی کے "وقوع" میں اختلاف فرمایا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا دیدار باری تعالی کے نہ صرف عقلاً ممکن ہونے بلکہ آخرت میں اس کے واقع ہونے کا عقیدہ

44... بہار شریعت، جلد1، صفحہ 21-22، مکتبۃ المدینہ، کراچی

رکھتی تھیں۔اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

I. جن کثیر صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آخرت میں اللہ تعالی کے دیدار کے وقوع سے متعلق احادیث روایت کی ہیں، ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بھی شامل ہیں۔

II. کثیر کبار صحابہ کرام سے آخرت میں سر کی آنکھوں سے رؤیت باری تعالی کے متعلق احادیث مروی ہیں اور کسی صحابی سے اس کا انکار ثابت نہیں ہے، لہٰذا آخرت میں سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع پر تمام صحابہ کرام بشمول حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اِجماع ہے۔

III. علماء و متکلمین نے خاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق صراحت کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا آخرت میں اللہ تعالی کی رؤیت کا اثبات کرتی تھیں، فقط دنیا میں رؤیت کی نفی کرتی تھیں۔

وقوع میں اختلاف امکان کی دلیل ہے:

شرح العقائد النسفیہ میں ہے: "اختلف الصحابة فی ان النبی علیه السلام هل رای ربه لیلة المعراج ام لا؟ والاختلاف فی الوقوع دلیل الامکان" ترجمہ: صحابہ کرام کا اس معاملے میں اختلاف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معراج کی رات اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا یا نہیں؟ اور وقوع میں اختلاف امکان کی دلیل ہے۔[45]

اس کی شرح میں علامہ عبد العزیز پرہاڑوی رَحِمَہُ اللہُ لکھتے ہیں: "فان الرویة لو کانت

45... النبراس مع شرح عقائد النسفیه، صفحه 276، کراچی

محالاً لاتفقت الصحابة على عدم وقوعها" ترجمہ: کیونکہ اگر رؤیت محال ہوتی تو صحابہ اس کے عدم وقوع پر متفق ہوتے۔(46)

مفاتیح الغیب میں امام رازی رَحِمَهُ الله فرماتے ہیں: "أن الصحابة رضي الله عنهم اختلفوا في أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم هل رأى الله ليلة المعراج؟ ولم يكفر بعضهم بعضا بهذا السبب۔ وما نسبه إلى البدعة والضلالة، وهذا يدل على أنهم كانوا مجمعين على أنه لا امتناع عقلا في رؤية الله تعالى" ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں اس بات پر اختلاف ہوا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالی کا دیدار کیا ہے یا نہیں؟ اور ان میں سے کسی نے بھی اس وجہ سے دوسرے کی نہ تو تکفیر کی اور نہ ہی فسق و گمراہی کی نسبت کی۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام صحابہ کرام کا اس بات پر اِجماع تھا کہ اللہ تعالی کا دیدار عقلاً ممکن ہے۔(47)

عمدۃ المرید میں امام اللقانی رَحِمَهُ الله فرماتے ہیں: "واختلاف الصحابة الآتی فی وقوعها لا فی امکانها وجوازها" ترجمہ: صحابہ کرام میں رؤیت باری تعالی کے وقوع میں اختلاف ہوا، اس کے عقلاً ممکن ہونے پر کوئی اختلاف نہیں تھا۔(48)

دیدارِ الٰہی کے وقوع سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الموت قبل لقاء الله تعالى" ترجمہ: اللہ تعالی سے ملاقات سے قبل موت

46...۔ المصدر السابق

47...۔ مفاتیح الغیب، جلد 13، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی، بیروت

48...۔ عمدۃ المرید لجوھرۃ التوحید، صفحہ 757، دار النور، عمان

ہے۔[49]

المسامرۃ فی شرح المسایرہ کے حاشیہ میں علامہ قاسم بن قطلوبغا رَحِمَہُ اللّٰہُ اس حدیث "ھل تضامون فی رؤیۃ القمرلیلۃ البدرلیس بینکم و بینہ سحاب کذلک ترون ربکم" کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے؛ امام حکیم ترمذی رَحِمَہُ اللّٰہُ کے نزدیک یہ حدیث اکیس صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اس کے بعد علامہ قاسم بن قطلوبغا رَحِمَہُ اللّٰہُ لکھتے ہیں کہ رؤیت باری تعالی کے وقوع کے متعلق احادیث دیگر صحابہ سے بھی مروی ہیں اور ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔ مکمل عبارت یہ ہے: "ذکر الشیخ أبو عبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذي رَحِمَہُ اللّٰہُ في تصنیف لہ فقال علی صحۃ حدیث الرؤیۃ عدۃ من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم أئمۃ منھم ابن مسعود و ابن عمر و ابن عباس وصھیب وأنس وأبو موسی الاشعری وأبو ھریرۃ وأبو سعید الخدري وعمار بن یاسر وجابر ابن عبداللہ ومعاذ ابن جبل وثوبان وعمارۃ بن رویبۃ الثقفي وحذیفۃ وأبو بکر الصدیق وزید ابن ثابت وجریر بن عبد اللہ البجلي وأبو أمامۃ الباھلی وبریدۃ الاسلامی وأبو برزۃ وعبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدي رضوان اللہ علیھم أجمعین فھم أحد وعشرون من مشاھیر الصحابۃ و کبرائھم وعلمائھم نقلوہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتفقوا علی ثبوتہ ولم یشھر عن غیرھم خلاف ذلك فکان اجماعا انتھی ۔۔۔ قلت: وقد زدت علیہ حدیث أبي رزین العقیلي عند أحمد وأبي داود وابن ماجۃ وحدیث عمارۃ بن الصامت عند أحمد وحدیث کعب بن عجرۃ وفضالۃ بن عبید عند ابن جریر الطبري وحدیث أبي بن کعب عند الدارقطني وحدیث عبداللہ بن عمرو وعند ابن أبي حاتم في تفسیرہ و**حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا عند الحاکم**"[50]

49۔۔۔ صحیح مسلم، جلد4، صفحہ 2066، دار احیاء التراث العربی، بیروت

50۔۔۔ کتاب المسامرہ مع حاشیہ قاسم بن قطلوبغا، جلد1، صفحہ 39-43، مکتبۃ الازھریہ، الازھر

بروزِ قیامت دیدارِ الٰہی کے وقوع پر اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم :

الابانۃ عن اصول الدیانۃ میں امام اشعری رَحِمَہُ اللہ (وفات:324ھ) فرماتے ہیں: "وقد روي عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الله عز وجل تراه العيون في الآخرة، وما روى عن أحد منهم أن الله تعالى لا تراه العيون في الآخرة، فلما كانوا على هذا مجتمعين، وبه قائلين، وإن كانوا في رؤيته تعالى في الدنيا مختلفين، ثبتت في الآخرة إجماعا" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے کثیر اصحاب سے مروی ہے کہ آخرت میں اللہ تعالی کا جاگتی آنکھوں سے دیدار ہو گا اور کسی ایک صحابی سے بھی یہ مروی نہیں کہ آخرت میں آنکھیں اللہ تعالی کے دیدار سے مشرف نہیں ہوں گی، اگرچہ صحابہ دنیا میں اللہ تعالی کی رؤیت کے وقوع کے بارے میں مختلف تھے لیکن جب آخرت میں دیدار باری تعالی کے وقوع پر متفق تھے اور یہی موقف رکھتے تھے تو آخرت میں دیدار باری تعالی کا وقوع بالاِجماع ثابت ہو گیا۔[51]

اتحاف المرید شرح جوہرۃ التوحید میں امام عبد السلام اللقانی رَحِمَہُ اللہ لکھتے ہیں: "ان الصحابۃ رضی اللہ عنهم كانوا مجتمعين على وقوع الرؤية فى الا خرة وان الا يات و الا حاديث الواردة فيها محمولة على ظواهرها" ترجمہ: تمام صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آخرت میں دیدار باری تعالی کے وقوع پر متفق تھے اور اس کے متعلق وارد احادیث کو ظاہر پر ہی محمول کرتے تھے۔[52]

المواقف مع الشرح لقاضی عضد الدین الایجی رَحِمَہُ اللہ (وفات:756ھ) میں ہے: "بل وفى صحته ايضا (اجماع الامة قبل حدوث المخالفين على وقوع الرؤية) و مثل

51...۔ الابانۃ عن اصول الدیانۃ، صفحۃ 51، دار الانصار، قاھرہ

52...۔ اتحاف المرید شرح جوھرۃ التوحید، صفحہ 206، دار الکتب العلمیہ، بیروت

هذا الاجماع مفيد لليقين" ترجمہ: بلکہ آخرت میں دیدار باری تعالی کے وقوع کے درست ہونے پر بھی مخالفین کے وجود سے پہلے تمام امت کا اتفاق و اجماع تھا اور ایسا اجماع علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے۔(53)

بروزِ حشر دیدارِ الٰہی کے وقوع سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ:

تفسیر ابن کثیر میں ہے:" كانت أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها، تثبت الرؤية في الدار الآخرة، وتنفيها في الدنيا" ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آخرت میں اللہ تعالی کی رؤیت کا اثبات کرتی تھیں اور دنیا میں رؤیت کی نفی کرتی تھیں۔(54)

چوتھے سوال کا جواب

جاگتی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی سے متعلق عقیدۂ اہلسنت:

اہلسنت کا متفقہ و اجماعی عقیدہ ہے کہ جاگتی آنکھوں سے دنیا و آخرت دونوں میں اللہ تعالی کا دیدار عقلاً ممکن ہے۔

تفسیر البحر المحیط میں امام ابو حیان اندلسی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 745ھ) لکھتے ہیں:" وهو على طريقة الاعتزال في استحالة رؤية الله عندهم. وأهل السنة يعتقدون أنهم لم يسألوا محالاً عقلا، لكنه ممتنع من جهة الشرع، إذ قد أخبر تعالى على ألسنة أنبيائه أنه لا يرى في هذه الحياة الدنيا" ترجمہ: اور وہ (زمخشری) معتزلہ کے عقیدے پر ہے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالی کی رؤیت محال ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے محال عقلی کا سوال نہیں کیا تھا

53... شرح المواقف، جلد8، صفحة150، دار الكتب العلميه، بيروت

54... تفسير ابن كثير، جلد3، صفحه279، دار الكتب العلميه، بيروت

لیکن وہ سوال شرعاً ممتنع ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کی زبان مبارک سے اس بات کی خبر دے دی کہ اسے اس دنیاوی زندگی میں نہیں دیکھا جاسکتا۔(55)

المسامرۃ فی شرح المسایرۃ میں علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رَحِمَہُ اللہُ اور کنز الفوائد شرح بحر العقائد میں ابراہیم بن حسن میر غنی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: و اللفظ للاخر "اجازوھا ای **اھل السنۃ کافۃ عامۃ**؛وقال الامدی: اجتمعت الائمۃ من اصحابنا علی ان رؤیتہ تعالی فی الدنیا و الاخرۃ جائزۃ عقلا" ترجمہ: **تمام کے تمام اہلسنت** نے رؤیت باری تعالی کے عقلاً جواز کا قول کیا ہے۔ علامہ آمدی رَحِمَہُ اللہُ نے فرمایا: ہمارے ائمہ اس عقیدے پر متفق ہیں کہ اللہ تعالی کی رؤیت دنیا اور آخرت دونوں میں عقلاً درست ہے۔(56)

البتہ سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع سے متعلقہ عقائد کی مندرجہ ذیل مختلف صورتیں ہیں اور ان صورتوں کے دلائل مختلف ہونے کے سبب ان کے احکامات میں بھی اختلاف ہے۔

- آخرت میں تمام مومنین کے لیے سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع کے متعلق عقیدہ اور اس کے منکر کا حکم۔
- دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع سے متعلق عقیدہ اور اس کے منکر کا حکم۔
- دنیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالی کے عدم وقوع کے متعلق عقیدہ اور اس کے منکر کا حکم۔
- دنیا میں اولیاء اور عوام کے لیے سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے عدم وقوع کے

55...۔ تفسیر البحر المحیط، جلد3، صفحہ402، دار الکتب العلمیہ، بیروت

56...۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ66، مخطوطہ

متعلق عقیدہ اور اس کے منکر کا حکم۔

ذیل میں بالترتیب ان صورتوں کے متعلق اہلسنت کے عقائد اور ان کے منکرین کے احکامات مذکور ہیں۔

آخرت میں دیدارِ الٰہی کے وقوع کا نظریہ:

آخرت میں تمام مومنین کے لئے سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع کے اثبات میں قرآن پاک کی کئی آیات شاہد ہیں (چند آیات اوپر گزر چکیں)، اس بارے میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ مزید اسی عقیدے پر تمام اہلسنت بلکہ مخالفین سے پہلے پوری امت کا اجماع تھا، جس سے مستقلاً علم یقینی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، لہٰذا یہ عقیدہ کئی قطعی و یقینی دلائل سے ثابت ہے۔

آخرت میں دیدار باری تعالیٰ کے منکر کا حکم:

آخرت میں اہل ایمان کے لئے سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے تمام عقائد و مسائل کا حکم یکساں نہیں ہوتا، بلکہ ان کے ثبوت کے دلائل مختلف ہونے کے باعث ان کے انکار کرنے والے کے احکامات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں "ضروریات مذہب اہلسنت" کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کے ثبوت کے لئے قطعی دلائل کی حاجت ہوتی ہے اور ان دلائل میں ایسا کوئی احتمال اور تاویل بھی نہیں پائی جاتی، جس کی بنیاد کسی دلیل پر ہو، لیکن ان دلائل میں بغیر دلیل کے تاویل کی گنجائش بہر حال ہوتی ہے۔ اور اس کے منکر کا حکم یہ ہوتا ہے کہ ایسے قطعی دلائل کے

انکار کی وجہ سے اسے گمراہ وبد دین تو قرار دیا جائے گا، لیکن نفس احتمال، اگرچہ بلا دلیل ہی ہو، کی وجہ سے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔ اور " آخرت میں اہل ایمان کے لئے سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع" کا عقیدہ بھی اصح قول کے مطابق "ضروریات مذہب اہلسنت" کے قبیل سے ہے کہ یہ قرآن پاک کی آیات، احادیث متواترہ، اور اِجماعِ امت جیسے قطعی دلائل سے ثابت ہے اور اس میں ایسے کسی احتمال کی گنجائش نہیں ہے، جس کی بنیاد کسی دلیل پر ہو، البتہ نفس احتمال کی گنجائش موجود ہے اس لئے فقہاو متکلمین نے صراحت فرمائی ہے کہ اگر کوئی اس عقیدے کا انکار کرے، تو وہ گمراہ وبد دین اور مذہب اہلسنت سے خارج ٹھہرے گا، ہاں اس کی التزاماً تکفیر نہ کی جائے۔

آخرت میں وقوعِ دیدار باری تعالیٰ کے دلائل کا قطعی ہونا:

علامہ کمال الدین البیاضی الحنفی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 1097) اپنی کتاب اشارات المرام من عبارات الامام ابی حنیفة النعمان میں فرماتے ہیں:" قال في الوصية والفقه الأكبر: (ولقاء الله تعالى) أي: كونه مرئيا (لأهل الجنة) زيادةٌ في إكرامهم فيها (حق) أي: ثابت بالدلائل القطعيات من بينات الآيات، ومشهورات الروايات " ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت اور الفقہ الاکبر میں فرمایا: اہل جنت کے لئے ان کے اکرام میں زیادتی کے لئے اللہ تعالی سے ملاقات یعنی جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے یعنی واضح آیات اور مشہور روایات کے قطعی دلائل کے ذریعے ثابت ہے۔[57]

57...۔ اشارات المرام من عبارات الامام ابی حنیفة النعمان، صفحہ 171، دار الکتب العلمیہ، بیروت

آخرت میں دیدارِ الٰہی سے متعلق احادیث کا حد تواتر تک ہونا:

تفسیر البحر المحیط میں امام ابو حیان اندلسی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:745ھ) لکھتے ہیں: ”والرؤية في الآخرة ثابتة عن الرسول صلى الله عليه وسلم بالتواتر“ ترجمہ: آخرت میں دیدار باری تعالیٰ کا وقوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تواتر سے ثابت ہے۔[58]

عمدۃ المرید میں امام برھان الدین اللقانی (وفات:1041) رَحِمَہُ اللہُ لکھتے ہیں: ”واما السنة فاحاديث بلغ معناها مبلغ التواتر، وان كانت تفاصيلها احاد۔۔ ولا شک فی افادۃ الخبر هذا المجموع القطع المعنوی“ ترجمہ: اور آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق احادیث معنًی تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، اگرچہ ان کی تفاصیل احاد ہیں اور بلاشبہ مجموعی طور پر یہ احادیث معنًی قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔[59]

آخرت میں وقوع دیدار باری تعالیٰ پر اِجماعِ امت:

المواقف مع الشرح لقاضی عضد الدین الایجی اور شرح مقاصد المقاصد لشمس الدین الدلجی (وفات:947ھ) میں ہے: واللفظ للاخر ”واما وقوعها ای الروية المؤمنين فی الدار الاخرة فاجماعا ای فباجماع الامة عليه قبل وجود المخالف وكون ما ورد فيها على ظاهره و مثل هذا الاجماع يفيد اليقين“ ترجمہ: آخرت میں مومنین کے لئے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع پر مخالفین کے وجود سے پہلے تمام امت کا اتفاق و اجماع تھا اور اس کے متعلق نصوص ظاہر پر ہی محمول تھیں اور ایسا اجماع علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے۔[60]

58... تفسیر البحر المحیط، جلد3، صفحہ402، دارالکتب العلمیہ، بیروت

59... عمدۃ المرید، جلد2، صفحہ755، دارالنور، عمان

60... شرح مقاصد المقاصد لشمس الدین الدلجی، صفحہ152، مخطوطہ

ضروریاتِ اہلسنت کا حکم:

فتاویٰ رضویہ میں ہے:"مانی ہوئی باتیں چار (4) قسم ہوتی ہیں:(1)ضروریاتِ دین: ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔۔۔(2)ضروریاتِ مذہب اہلسنت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے۔ اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ، بدمذہب، بددین کہلاتا ہے۔"[61]

اسی میں ہے:" علم قطعی دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔احدھما: قطع الاحتمال علی وجه الاستيصال بحيث لايبقی منه خبر ولا اثروهذاهو الاخص الاعلٰی كما فی المحكم والمتواتر وهو المطلوب فی اصول الدين فلا يكتفی فيها بالنص المشهور۔ والثانی : ان لايكون هناک احتمال ناش من دليل وان كان نفس الاحتمال باقياً كالتجوز و التخصيص وسائر انحاء التاويل كما فی الظواهر والنصوص والاحاديث المشهورة والاول يسمی علم اليقين و مخالفه كافر علی الاختلاف فی الاطلاق كما هومذهب فقهاء الأفاق، والتخصيص بضروريات الدين ما هو مشرب العلماء المتكلمين۔ و الثانی علم الطمانية ومخالفه مبتدع ضال ولا مجال الی اكفاره كمسئلة وزن الاعمال يوم القيمة **۔ و مسئلة رؤية الوجه الكريم للمؤمنين۔ رزقنا المولٰی بفضله العميم۔ قال تعالٰی ﴿وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ ويحتمل احتمالاً كذلک ارادة الامل و والرجاء وهو ايضاً مما توافقت عليه العرب والعجم فكل ذل ثابت بنصوص قواطع بالمعنی الثانی**۔ ولذا لا نقول باكفار المعتزلة والروافض اولين الماؤلين ملخصاً"ترجمہ: ایک تو یہ کہ احتمال جڑ سے منقطع ہو جائے

61...۔ فتاویٰ رضویہ، جلد29، صفحہ385، رضافاؤنڈیشن، لاہور

بایں طور کہ اس کی کوئی خبر یا اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور یہ اخص اعلیٰ ہے جیسا کہ محکم اور متواتر میں ہوتا ہے۔ اور اصولِ دین میں یہی مطلوب ہے۔ تو اس میں نصِ مشہور پر کفایت نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ اس جگہ ایسا احتمال نہ ہو جو دلیل سے ناشی ہو اگرچہ نفس احتمال باقی ہو۔ جیسا کہ مجاز اور تخصیص اور باقی وجوہِ تاویل، جیسا کہ ظواہر اور نصوص اور احادیث مشہورہ میں ہے۔ اور پہلی قسم کا نام علم یقین ہے اور اس کا مخالف کافر ہے علماء میں اختلاف کے بموجب مطلقاً۔ جیسا کہ فقہائے آفاق کا مذہب ہے یا ضروریات دین کی قید کے ساتھ یہ حکم مخصوص ہے جیسا کہ علمائے متکلمین کا مشرب ہے اور **دوسرے کا نام علم طمانیت ہے اور اس کا مخالف بدعتی و گمراہ ہے اور اس کو کافر کہنے کی مجال نہیں۔ جیسا کہ قیامت کے دن اعمال کو تولنے کا مسئلہ۔ اور مومنین کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار کا مسئلہ، مولائے کریم اپنے فضل عظیم سے نصیب فرمائے،** اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کچھ منہ اس دن ترو تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے“ احتمال رکھتا ہے اسی طرح اُمید ورجاء کے ارادے کا۔ اور یہ بھی ان باتوں میں سے ہے جن پر اب عرب و عجم سب متفق ہیں۔ یہ تمام باتیں دوسرے معنیٰ پر نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہیں۔ اور اسی لیے ہم تاویل کرنے کے سبب معتزلہ اور اگلے روافض کی تکفیر نہیں کرتے۔ (ت)“[62]

آخرت میں دیدار باری تعالیٰ کے منکر کی عدم تکفیر کی صراحت:

کنز الفوائد شرح بحر العقائد میں ابراہیم بن حسن میر غنی رَحِمَہُ اللّٰہ فرماتے ہیں: ”اختلف فی تکفیر من انکر الرؤیة فی الاخرة و شک فیها والحق عدمه عندنا و عند غیرنا کما جزم به القاضی عیاض و نقله عن القاضی ابی بکر“ ترجمہ: آخرت میں اللہ تعالی کی رؤیت کا انکار کرنے

62...۔ فتاوی رضویہ، جلد28، صفحہ 667-668، رضا فاونڈیشن، لاہور

والے یا اس میں شک کرنے والے کی تکفیر میں اختلاف ہے اور درست یہ ہے کہ ہمارے اور مخالفین دونوں کے نزدیک اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی جیسا کہ قاضی عیاض رَحِمَہُ اللّٰہُ نے اس پر جزم فرمایا اور قاضی ابو بکر رَحِمَہُ اللّٰہُ سے اسے نقل فرمایا۔(63)

کتاب التفرقة میں امام الغزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں: ”نفي المعتزلة الرؤية عن الباری سبحانه و تعالی بدعة و ليس بكفر“ ترجمہ: معتزلہ کا رؤیت باری تعالی کی نفی کرنا بدعت ہے، کفر نہیں ہے۔(64)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیدارِ الٰہی کا نظریہ:

قرآن پاک کی کئی آیات اور کثیر احادیث طیبہ اس بات پر شاہد ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معراج کی رات سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا، لیکن چونکہ یہ تمام نصوص ظنی اور محتمل ہیں، لہٰذا اس کے متعلق صحابہ کرام اور فقہاء و متکلمین کی درج ذیل تین آراء ہیں۔

1. بعض علماء نے اس بارے میں توقف اختیار فرمایا ہے۔
2. ایک موقف یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے معراج کی رات سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔ یہ موقف بھی کئی صحابہ و فقہاء و محدثین کا ہے حتی کہ بعض نے مبالغۃً اس قول کو جمہور صحابہ کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔
3. **اکثر صحابہ اور جمہور اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو**

63...۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ 70، مخطوطہ

64...۔ کتاب التفرقہ، صفحہ 64، مطبوعہ دمشق

معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا، یہی قول صحیح ہے بلکہ بعض حفاظ نے اس پر اجماع تک نقل فرمایا ہے ۔ یہی حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت ابن مسعود کا ایک قول، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوذر، حضرت عکرمہ، امام احمد بن حنبل، ابوالحسن الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہ کا قول ہے اور اسی قول کو اکثر مشائخ صوفیاء نے اختیار فرمایا ہے۔

اس عقیدے کے منکر کا حکم:

شریعت مطہرہ کے بعض عقائد و مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ثبوت کے لئے قطعی (یقینی) دلائل کی حاجت نہیں ہوتی، بلکہ ایسے ظنی دلائل بھی کافی ہوتے ہیں جن میں احتمال کے باعث اختلاف کی گنجائش بھی ہوتی ہے ۔ ان کو "ظنیات محتملہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے منکر کا حکم یہ ہوتا ہے کہ اسے خاطی تو کہا جائے گا، لیکن وہ اس کے انکار سے گنہگار نہیں ہو گا۔ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معراج کی رات سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی سے مشرف ہونے" کا مسئلہ بھی "ظنیات محتملہ" کے قبیل سے ہے کہ اس کا ثبوت ظنی دلائل سے ہے اور محتمل ہونے کی وجہ سے اس میں کئی اکابر کا اختلاف بھی ہے، **لہٰذا اس عقیدے کا انکار کرنے والے کو چاہیے کہ جمہور صحابہ کرام وائمہ دین کے موقف کو اپنائے، لیکن اس کا انکار کرنے سے اسے گنہگار نہیں کہا جائے گا۔**

معراج کی رات دیدار باری تعالیٰ کے دلائل کا ظنی ہونا:

الشفاء شریف اور اس کی شرح نسیم الریاض میں ہے:"أما وجوبه لنبينا صلى الله عليه وسلم والقول بأنه رآه بعينه فليس فيه قاطع (اى كما ان المنع لم يقم لمدعيه دليل قطعى) أيضا ولا نص (اى دليل صريح فيه من الكتاب والسنة) إذ المعول فيه على آيتي النجم والتنازع فيهما مأثور والاحتمال لهما ممكن ولا أثر قاطع متواتر عن النبي صلى الله عليه وسلم بذلك

وحدیث ابن عباس خبر عن اعتقاده لم یسنده إلی النبي صلی اللہ علیہ وسلم فیجب العمل باعتقاد مضمنه (یعنی ان الرؤیة العینیة لیس فیها نص قرآنی ولا حدیث قطعی حتی یجب اعتقاده، ویکفر منکره) ولا مانع قطعی یرده (وھو لا ینافی ان الاصح الراجح انه رای ربه بعین راسه حین اسری به **کما ذھب الیه اکثر الصحابه** الا انه لما ورد و**نقل خلافه ایضا ذھب الی انه امر غیر قطعی**) ملتقطا" ترجمہ: جہاں تک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے دیدار الٰہی ہونے کا معاملہ ہے اور یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سر کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوئے؛ اس پر کوئی قطعی دلیل یا کتاب اللہ یا سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی صریح نص نہیں ہے، جیسا کہ دیدار الٰہی نہ ہونے کا دعوی کرنے والے کے پاس بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔ اس میں اعتماد سورہ نجم کی دو آیتوں پر ہے اور ان میں اختلاف بیان کیا گیا ہے اور ان دونوں میں احتمال بھی ممکن ہے اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس بارے میں کوئی متواتر قطعی حدیث منقول ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ان کے اپنے عقیدے کی خبر ہے، انہوں نے اس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف نہیں فرمائی کہ اس پر اعتقاد رکھنا لازمی ہو یعنی جاگتی آنکھوں سے رؤیت پر نہ تو کوئی نص قرآنی ہے اور نہ حدیث قطعی ہے کہ اس پر اعتقاد واجب ہو اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہو اور نہ ہی کوئی ایسی قطعی دلیل ہے کہ اس واقعے کو رد کر دے۔ اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اصح اور راجح یہی موقف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معراج کی رات اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب عزوجل کا دیدار فرمایا، جیسا کہ اکثر صحابہ کرام کا یہی موقف رہا، ہاں یہ ہے کہ جب دو طرفہ آراء موجود ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ غیر قطعی ہے۔[65]

65...۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی العیاض، جلد 3، صفحہ 141-144، دار الکتب العلمیہ، بیروت

امام تقی الدین سبکی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:756ھ) شفاء شریف کی مندرجہ بالا عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں: ” قلت: وليس من شرطه أن يكون قاطعًا أو متواتراً، بل متى كان حديث صحيح ولو ظاهراً وهو من رواية الآحاد جاز أن يعتمد عليه في ذلك، لأن ذلك ليس من مسائل الاعتقاد التي يشترط فيها القطع “ ترجمہ: میں کہتا ہوں: اس عقیدے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ یہ متواتر یا قطعی ہو بلکہ جب ایک حدیث صحیح موجود ہے، اگرچہ ظاہری طور پر اور وہ روایت احاد میں سے ہے تو اس معاملے میں اس پر اعتماد کرنا، جائز ہے کیونکہ یہ ان اعتقادی مسائل میں سے نہیں ہے جن میں قطعی دلیل ہونا شرط ہوتی ہے۔(66)

معراج کی رات دیدارِ الٰہی سے متعلق مختلف اقوال:

المعتقد المنتقد میں ہے:”قال صاحب الكنز: قد صح وقوعها له صلى الله عليه وآله وسلم، وهذا قول الجمهور اهل السنة، وهو الصحيح، وهو مذهب ابن عباس، وانس، واحد القولين ابن مسعود، وابی هريرة، وابی ذر، وعكرمه، واحمد بن حنبل، وابی الحسن الاشعری، وغيرهم ونفتها عائشة، وابن مسعود فی اشهر قوليه، و ابو هريرة، و عليه جماعة من المحدثين من الفقهاء و المتكلمين، وقال معمر: ما عائشة عندنا باعلم من ابن عباس، وتوقف بعضهم كسعيد بن جبير، واحمد بن حنبل فی احد قولية بعض اكابر مالكية، وتبعهم القاضی عياض“ ترجمہ: صاحب کنز فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے دیدار باری تعالی کا وقوع ہوا تھا، یہی جمہور اہل سنت کا موقف ہے، یہی صحیح ہے اور یہی حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ایک قول، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو ذر، حضرت عکرمہ، امام احمد

66...السیف المسلول علی من سب الرسول، صفحہ 495-496، دار الفتح، بیروت

بن حنبل، امام ابو الحسن اشعری وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے۔ حضرت عائشہ، مشہور قول کے مطابق حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رؤیت باری تعالیٰ کے وقوع کی نفی فرمائی اور یہی متکلمین اور فقہاء کی ایک جماعت کا موقف ہے۔ حضرت معمر رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اعلم نہیں تھیں۔ بعض افراد مثلاً حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں توقف اختیار فرمایا ہے۔ بعض اکابر مالکیہ کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا ایک قول یہی ہے اور قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللہُ نے بھی ان کی ہی اتباع فرمائی ہے۔[(67)]

ملا علی القاری رَحِمَہُ اللہُ شرح شفاء میں علامہ حلبی کے حوالے سے فرماتے ہیں: "وهي مسألة خلاف بين السلف والخلف وإن كان جمهور الصحابة بل كلهم مع عائشة **كما حكاه عثمان ابن سعيد الدارمي إجماعا للصحابة**" ترجمہ: اس مسئلے میں متقدمین ومتاخرین میں اختلاف رہا، اگرچہ جمہور صحابہ بلکہ تمام کے تمام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف کے حامی رہے جیسا کہ **عثمان بن سعید دارمی** رَحِمَہُ اللہُ **نے اس پر صحابہ کا اجماع نقل فرمایا ہے۔**[(68)]

اکثر صحابہ کرام اور جمہور اہلسنت کا مختار موقف:

شرح صحیح مسلم میں امام نووی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 676ھ) لکھتے ہیں: "**والراجح عند اكثر العلماء** انه صلى الله عليه و آله و سلم راى ربه سبحانه بعينى راسه لحديث ابن عباس وغيره ، وهذا لا يوخذ الا بالسماع منه صلى الله عليه و آله و سلم ، **فلا ينبغى ان**

67...۔ المعتقد المنتقد، صفحہ 136-138، دار اھل سنة، کراچی

68...۔ شرح شفاء لملا علی القاری، جلد 1، صفحہ 424، دار الکتب العلمیہ، بیروت

يتشكك فيه" ترجمہ: اکثر علما کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار فرمایا، اس پر حدیث ابن عباس وغیرہ شاہد ہیں اور یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنے بغیر نہیں کی جا سکتی، لہٰذا اس معاملے میں شک میں پڑنا مناسب نہیں۔[69]

علامہ علی بن ابراہیم حلبی رَحِمَہُ اللہ (وفات:1044) فرماتے ہیں: "ذهب الى الرؤية: اى المذكورة اكثر الصحابة و كثير من المحدثين و المتكلمين، **بل حكى بعض الحفاظ على وقوع الرؤية له بعين راسه الاجماع**" ترجمہ: اکثر صحابہ، کثیر محدثین اور متکلمین آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کی طرف گئے ہیں بلکہ بعض حفاظ نے آنکھ سے دیدار پر اجماع حکایت کیا ہے۔[70]

اکثر مشائخ صوفیاء کا مختار موقف:

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: "و مختار اکثر مشائخ صوفیه نیز ثبوت رؤیت ست و بحقیقت آنحضرت را کمالے ست ورای افهام خلق و عقول ایشاں خصوصا در شب معراج که اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب او ست" ترجمہ: اکثر مشائخ صوفیاء کا مختار یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے اور حقیقت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا جو مخلوق کی عقلوں سے ماوراء ہے اور معراج کی شب آپ کو جو کمال و مقام قرب حاصل ہوا وہ تمام کمالات سے بڑھ کر تھا۔[71]

69...۔ شرح صحیح مسلم للنووی، جلد3، صفحة5، دار احیاء التراث العربی، بیروت

70...۔ سیرت حلبیه، جلد1، صفحه574، دار الکتب العلمیه، بیروت

71...۔ اشعة اللمعات، جلد4، صفحه455، مطبوعه لکھنو

ظنیات محتملہ کے منکر کا حکم:

فتاوی رضویہ میں ہے: "مانی ہوئی باتیں چار (4) قسم ہوتی ہیں: (1) ضروریات دین: ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔۔۔ (2) ضروریات مذہب اہلسنت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے۔۔۔ (3) ثابتات محکمہ: ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضمحل اور التفاتِ خاص کے ناقابل بنا دے۔۔۔ (4) **ظنّیات محتملہ: ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنّی بھی کافی، جس نے جانبِ خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو، ان کے منکر کو صرف مخطی و قصوروار کہا جائے گا نہ گنہگار، چہ جائیکہ گمراہ، چہ جائیکہ کافر۔** ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقِ مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بے وقوف ہے یا مکار فیلسوف۔ "[72]

امام اہلسنت رَحِمَہُ اللہ ایک مختلف فیہ مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں: "یہ مسئلہ پہلے سے علمائے امت میں مختلف رہا ہے اکثر ظاہرین جانبِ انکار رہے اور اولیائے عظام اور ان کے غلام علمائے کرام جانب اثبات واقرار رہے، **ایسے مسئلے میں کسی طرف تکفیر چہ معنی! تضلیل کیسی! تفسیق بھی نہیں ہوسکتی۔** "[73]

المعتمد فی المعتقد میں علامہ توربشتی رَحِمَہُ اللہ (وفات: 661ھ) فرماتے ہیں: "بلی تضلیل نافی روا نمیداریم زیرا کہ مفضی شود بہ تضلیل صحابی و ایں روا نیست و نیز

72...۔ فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 385، رضافاؤنڈیشن، لاہور

73...۔ فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 413، رضافاؤنڈیشن، لاہور

مسئلہ اجتہادیست۔۔و در ہیچ یک ازیں دو طائفہ طعن روا نیست“ ترجمہ: ہاں منکر رؤیت کی تضلیل ہمیں پسند نہیں کہ اس سے صحابی کی تضلیل لازم آتی ہے جو بالکل جائز نہیں، پھر یہ مسئلہ بھی اجتہادی ہے، لہٰذا منکرین (انکار کرنے والے) اور مثبتین (درست سمجھنے والے) دونوں میں سے کسی پر طعن کرنا درست نہیں۔[74]

کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب میں ہے: ”اِعراج یا عُرُوج یعنی سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کرنے اور فوقَ العرش (عرش سے اوپر) جانے کا منکِر (انکار کرنے والا) خاطی یعنی خطاکار ہے۔“[75]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دنیا میں دیدارِ الٰہی سے متعلق نظریہ:

جمہور اہلسنت کا موقف یہ ہے دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فقط نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ کسی نبی حتی کہ حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کو بھی دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار نہیں ہوا، البتہ امام باقلانی (وفات:403ھ)، محی الدین ابن العربی (وفات:638ھ)، (قاضی عیاض رَحِمَہُ اللہُ کے بقول) امام جعفر صادق (وفات:148ھ) رضی اللہ تعالی عنہ اور (ابو فواک اور امام ماتریدی رحمہما اللہ کے بقول) امام اشعری (وفات:324ھ) رَحِمَہُمُ اللہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ حضرت موسی علیہ السلام کو بھی دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار ہوا ہے؛ **لیکن جمہور اہل سنت و صوفیا بشمول غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ (وفات:561ھ) کا قول ہی درست و اصح ہے، بلکہ یہ قول اتنا قوی ہے کہ بعض متکلمین نے اس پر اجماع تک نقل**

74…۔ المعتمد فی المعتقد، صفحہ 44، مکتبۃ الحقیقیۃ، ترکی

75…۔ کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب، صفحہ 227، مکتبۃ المدینہ، کراچی

فرمایا ہے۔

اس کے قائل کا حکم:

شریعت مطہرہ کے بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں "ثابتات محکمہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کے ثبوت کے لئے سواد اعظم کا اتفاق و اعتماد ہی کافی ہوتا ہے اور وضوح امر کے بعد سواد اعظم کے قول کا انکار کرنے والا "خطاکار و گنہگار" ہوتا ہے کہ حق سواد اعظم کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور اس کے خلاف اقوال پر اعتماد و استناد جائز نہیں ہوتا، لیکن اس کا انکار کرنے سے کوئی شخص کافر یا گمراہ نہیں ہوتا۔ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دنیا میں دیدار الٰہی نہ ہونا" بھی "ثابتات محکمہ" کے قبیل سے ہے کہ یہ کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں، لیکن یہ سواد اعظم اور جمہور اہلسنت کا موقف ہے، لہٰذا اب وضوح امر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دیدار الٰہی کا اثبات کرنے والا سواد اعظم اہلسنت کے حق و ثابت شدہ موقف کے خلاف ایک غیر معتمد قول کی پیروی کرنے والا اور خطاکار و گنہگار ٹھہرے گا۔

سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی ہونا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاصہ ہے:

دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاصہ ہونے سے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی رَحِمَہُ اللہ "الغنیہ فی مسئلۃ الرؤیۃ" میں لکھتے ہیں: "امر رؤیۃ اللہ تعالی، وان کان جائزۃ فھی خاصۃ بالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" ترجمہ: اللہ تعالی کی (دنیا میں) رؤیت اگرچہ فی نفسہٖ ممکن ہے، لیکن یہ فقط ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ خاص ہے۔[76]

76...۔ الغنیۃ فی مسئلۃ الرؤیۃ، صفحہ 23، دار الصحابۃ للتراث، بطنطا

اتحاف المرید میں امام عبد السلام اللقانی رَحِمَہُ اللہ لکھتے ہیں: ”الاشارۃ الی وجہ الاخص من جواز الوقوع“ ترجمہ: اس میں بطور خصوصیت (نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے لئے رؤیت باری تعالی) شرعاً ممکن الوقوع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔[77]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دیدارِ الٰہی نہ ہونے کی صراحت:

شرح جوھرۃ التوحید میں ہے: ”فلم تقع لغیرہ و لا لموسی علیہ السلام فی الدنیا“ ترجمہ: لہذا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے علاوہ دنیا میں کسی کو حتی کہ حضرت موسی علیہ السلام کو بھی دیدار باری تعالی نصیب نہیں ہوا۔[78]

فتاوی رضویہ میں ہے: ”دنیا میں دیدار الٰہی سوا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے کسی نبی مقرب کو بھی نصیب نہ ہوا۔“[79]

قاضی ابو بکر الباقلانی رَحِمَہُ اللہ کی رائے سے متعلق جزئیات:

قاضی ابو بکر الباقلانی رَحِمَہُ اللہ کی رائے یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے کوہ طور پر تجلی ڈالی، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالی کا دیدار کیا اور اسی وجہ سے آپ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد میں ابراہیم بن حسن میر غنی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: ”قیل ثبت ایضا لکلیمہ موسی علیہ السلام بعد جوابہ **وقائلہ القاضی ابوبکر**“ ترجمہ: ایک ضعیف قول یہ ہے کہ حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کو بھی جواب ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ کے بعد دیدار باری

77...۔ اتحاف المرید شرح جوھرۃ التوحید، صفحہ 209، دار الکتب العلمیہ، بیروت

78...۔ المصدر السابق

79...۔ فتاوی رضویہ، جلد 26، صفحہ 602، رضا فاونڈیشن، لاھور

تعالیٰ نصیب ہوا اور اس کے قائل قاضی ابو بکر رَحِمَہُ اللہُ ہیں۔[80]

الشفاء بتعریف حقوق مصطفی مع شرح نسیم الریاض میں ہے: (مابین القوسین من نسیم الریاض) ”وقد ذکر **القاضي أبو بكر** في أثناء أجوبته عن الآيتين ما معناه **أن موسى عليه السلام رأى الله فلذلك خر صعقا** (لان وقوع مثل هذا بمجرد رؤية الجبل دكا بعيد) وأن الجبل (ايضا) رأى ربه (اى خلق فيه ادراكا و حياة) فصار دكا بإدراك خلقه الله له (كما نقله الماتريدى عن الاشعرى رحمهما الله) واستنبط ذلك والله أعلم من قوله (وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ) ثم قال (فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا) وتجليه للجبل هو ظهوره له حتى رآه على هذا القول (اى قول ابى بكر الباقلانى السابق بان موسى و الجبل راياه معا)“ ترجمہ: قاضی ابو بکر رَحِمَہُ اللہُ نے ان دو آیات سے جواب دیتے ہوئے ذکر کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے اسی لئے بے ہوش ہو کر گر پڑے، کیونکہ محض پہاڑ کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھنے سے بے ہوش ہو کر گر پڑنا بعید ہے۔ اور پہاڑ نے بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس میں ادراک اور حیات پیدا فرمادی تھی تو پہاڑ اللہ تعالیٰ کے ادراک تخلیق فرمانے کے سبب ریزہ ریزہ ہو گیا جیسا کہ **امام ماتریدی نے امام اشعری** رَحِمَہُمَا اللہُ سے **نقل فرمایا** اور قاضی ابو بکر رَحِمَہُ اللہُ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا“ اور اس کے بعد ”پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش“ سے یہ استنباط فرمایا ہے، واللہ اعلم۔ اور ان یعنی قاضی ابو بکر باقلانی رَحِمَہُ اللہُ کے قول (کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پہاڑ دونوں نے اکٹھے اللہ عزوجل کا دیدار فرمایا، اس

80...۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ 73، مخطوطہ

قول) کے مطابق اللہ تعالی کا پہاڑ پر تجلّی فرمانا پہاڑ کے لئے اپنی ذات کا ظہور تھا۔[81]

علامہ میر غنی اور قاضی عیاض رَحِمَهُمَا اللهُ کے قول "القاضي أبو بكر" سے مراد امام القاضی ابوبکر الباقلانی رَحِمَهُ اللهُ ہیں۔ علامہ احمد بن محمد الشمنی رَحِمَهُ اللهُ (وفات: 873ھ) الشفاء کے حاشیہ میں "القاضي أبو بكر" کے متعلق لکھتے ہیں: "**يعني الباقلاني** لأن القاضي أبا بكر ابن العربي معاصر للمصنف لأن مولده سنة ثمان وستين وأربعمائة ومماته سنة ثلاث وأربعين وخمسمائة ومولد المصنف سنة ست وسبعين وأربعمائة، ومماته سنة أربع وأربعين وخمسمائة" ترجمہ: یعنی قاضی ابو بکر باقلانی رَحِمَهُ اللهُ کیونکہ قاضی ابن عربی رَحِمَهُ اللهُ مصنف کے معاصر ہیں کہ ان کی تاریخ ولادت 468ھ ہے اور تاریخ وفات 543ھ ہے اور مصنف (قاضی عیاض رَحِمَهُ اللهُ) کی تاریخ ولادت 476ھ اور تاریخ وفات 544ھ ہے۔[82]

شیخ اکبر ابن العربی رَحِمَهُ اللهُ کی رائے سے متعلق جزئیات:

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رَحِمَهُ اللهُ نے بھی فتوحات مکیہ میں ذکر کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار کیا۔ آپ علیہ السلام کا بے ہوش ہونا پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے کے قائم مقام تھا اور اس معاملے میں قرآن پاک کی آیت محتمل ہے۔

الیواقیت الجواہر میں علامہ عبد الوہاب شعرانی رَحِمَهُ اللهُ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رَحِمَهُ اللهُ (وفات: 638ھ) کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " أن الجبل رأى ربه وأن الرؤية هي التي أوجبت له التدكدك. ومن هنا قال بعض المحققين: إذا جاز أن يكون الجبل رأى ربه فما المانع لموسى

81... نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی العیاض، جلد 3، صفحہ 142-144، دار الکتب العلمیہ، بیروت

82... الشفاء بتعریف حقوق مصطفی مع حاشیہ الشمنی، جلد 1، صفحہ 200، دار الفکر، بیروت

أن يرى ربه، في حال تدكدك الجبل ويكون وقوع النفي على الاستقبال والآية محتملة فكان الصعق لموسى قائما مقام التدكدك للجبل ـ ـ ـ (فإن قيل) : فلم رجع موسى إلى صورته بعد الصعق ولم يرجع الجبل بعد الدك إلى صورته؟ (فالجواب) : إنما لم يرجع الجبل إلى صورته لخلوه عن الروح المدبرة له بخلاف موسى عليه الصلاة والسلام، رجع إلى صورته بعد الصعق فكونه كان ذا روح فروحه هي التي أمسكت صورته على ما هي عليه بخلاف الجبل لم يرجع بعد الدك إلى كونه جبلا لعدم وجود روح فيه تمسك عليه صورته انتهى " ترجمہ: پہاڑ نے اپنے رب عزو جل کا دیدار کیا اور وہ دیدار ہی تھا جس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس مقام پر بعض محققین نے فرمایا: جب پہاڑ اپنے رب عزو جل کو دیکھ سکتا ہے تو حضرت موسی علیہ السلام کے لئے کیا رکاوٹ ہے کہ انہوں نے پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے کی حالت میں اپنے رب عزو جل کا دیدار نہ کیا ہو۔ ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ میں مستقبل میں وقوع کی نفی ہے اور آیت اس بارے میں محتمل ہے تو حضرت موسی علیہ السلام کا بے ہوش ہونا پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے کے قائم مقام تھا۔

اعتراض: جب پہاڑ (رؤیت کے بعد) ریزہ ریزہ ہونے کے بعد اپنی اصل حالت میں واپس نہیں آیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام (رؤیت کے بعد) بے ہوش ہونے کے بعد اپنی اصل حالت میں کیونکر واپس آ گئے؟

جواب: پہاڑ روح مدبرہ نہ ہونے کے باعث اپنی اصل حالت میں واپس نہیں آیا، جبکہ اس کے برخلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام ذی روح ہونے کے باعث بے ہوش ہونے کے بعد اپنی اصل حالت پر واپس آ گئے، لہٰذا وہ روح ہی تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلے والی

صورت کو بر قرار رکھا، اس کے بر عکس پہاڑ ریزہ ریزہ ہونے کے بعد دوبارہ پہاڑ نہیں بنا، کیونکہ اس میں ایسی روح موجود نہیں تھی جو اس کی صورت کو باقی رکھتی۔[83]

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت سے متعلق جزئیات:

الشفاء بتعریف حقوق مصطفی میں قاضی عیاض رَحِمَہُ اللہُ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رؤیت باری تعالی ہونے کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: "قال جعفر بن محمد: "شغله بالجبل حتى تجلى ولولا ذلك لمات صعقا بلا إفاقة" وقوله هذا يدل على أن موسى رآه" ترجمہ: امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: حضرت موسی علیہ السلام نے بوقت تجلی اپنے آپ کو پہاڑ کے ساتھ مشغول رکھا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ علیہ السلام بے ہوش ہونے کے بعد وفات فرما جاتے۔ اور حضرت امام جعفر صادق رَحِمَہُ اللہُ کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کو دیکھا۔[84]

اس کی شرح میں امام خفاجی رَحِمَہُ اللہُ لکھتے ہیں: "(**اى ظهر ظهور تاما لموسى عليه الصلوة و السلام فرآه**) **ولولا ذلك** (اى اشتغاله بالجبل بان ظهر له نور التجلى ابتداء) لمات صعقا بلا إفاقة وقوله هذا يدل على أن موسى رآه (كالجبل)" ترجمہ: یعنی اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے ظہور تام فرمایا تو حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کا دیدار کیا اور اگر ایسا نہ ہوتا یعنی حضرت موسی علیہ السلام بوقت تجلی اپنے آپ کو پہاڑ کے ساتھ مشغول نہ رکھتے اور اللہ تعالی کی تجلی نور کو ابتداً دیکھتے تو آپ علیہ السلام بے ہوش ہونے کے بعد وفات فرما جاتے اور

83...۔ الیواقیت الجواھر فی بیان عقائد الاکابر، جلد 1، صفحہ 226، النوریہ الرضویہ، لاھور

84...۔ الشفاء بتعریف حقوق مصطفی، جلد 1، صفحہ 200، دار الفکر، بیروت

حضرت امام جعفر صادق رَحِمَہُ اللہُ کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہاڑ کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالی کا دیدار کیا۔[85]

امام اشعری رَحِمَہُ اللہُ سے منسوب روایت کے متعلق جزئیات:

الحدیقۃ الندیہ میں علامہ عبد الغنی نابلسی رَحِمَہُ اللہُ لکھتے ہیں: ”حکاہ ابو فواک عن الاشعری انہ راء ھو و الجبل بخلق حیاۃ و رویۃ فیہ“ترجمہ: ابو فواک رَحِمَہُ اللہُ نے امام اشعری سے حکایت کیا کہ حضرت موسی علیہ السلام اور پہاڑ دونوں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا(یوں کہ اللہ تعالی نے)اس میں حیات اور دیکھنے کی قدرت پیدا فرمادی تھی۔[86]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دیدارِ الٰہی سے متعلق اصح قول:

اصح (صحیح ترین) قول یہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار نصیب نہ ہوا۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد میں ہے:” والاصح الذی علیہ الجمھور انہ لم یرہ سبحانہ ھذا“ ترجمہ: اصح موقف جس پر جمہور ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام بھی اللہ تعالی کے دیدار سے مشرف نہ ہوئے۔[87]

المعتقد المنتقد میں ہے: ”اختلف موسی علیہ السلام و الاصح الذی علیہ الجمھور: انہ لم یرہ سبحانہ ھذا“ ترجمہ: حضرت موسی علیہ السلام کی رؤیت کے متعلق اختلاف ہے، اور اصح موقف جس پر جمہور ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بھی اللہ تعالی سبحانہ

85...۔ نسیم الریاض، جلد3، صفحہ138-139، دار الکتب العلمیہ، بیروت

86...۔ الحدیقہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ، جلد1، صفحہ312، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاھور

87...۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ73، مخطوطہ

وتعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔[88]

الیواقیت و الجواھر میں امام شعرانی (وفات: 973ھ) رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: "فھل وقعت رویۃ اللہ تعالی یقظۃ فی الدنیا لاحد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، بحکم الارث لہ فی ھذا المقام؟ فالجواب: کما قالہ الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ: لم یبلغنا وقوع ذلک فی الدنیا لاحد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم " ترجمہ: سوال: کیا دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کی رؤیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے اس مقام میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وراثت اور توسط سے وقوع پذیر ہوئی؟ اس کا جواب وہی ہے جو سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے اس کا وقوع ہم تک نہیں پہنچا۔[89]

اس پر اِجماع کی صراحت:

شداخۃ المعتزلۃ میں امام قوام الدین الاتقانی الماتریدی (وفات: 758ھ) رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: "و تحقیقہ ان موسی علیہ السلام لم یرہ فی الدنیا اجماعاً " ترجمہ: تحقیق یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بھی بالاجماع دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار نہیں کیا۔[90]

منح الروض الازھر فی شرح الفقہ الاکبر میں علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: "ان الامۃ قد اتفقت علی انہ تعالیٰ لا یراہ احد فی الدنیا بعینہ، ولم یتنازعوا فی

88...۔ المعتقد المنتقد، صفحہ 138، دار اھل السنۃ، کراچی

89...۔ الیواقیت والجواھر، جلد 1، صفحہ 229، نوریہ رضویہ، لاھور

90...۔ شداخۃ المعتزلۃ، صفحہ 4، مخطوطہ

ذلک الا لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم حال عروجه علی ما صرح به فی شرح عقیدة الطحاوی" ترجمہ: امت اس بات پر متفق ہے کہ اللہ تعالی کو کسی بھی شخص نے دنیا میں اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا، مگر یہ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے (اللہ تعالیٰ کا دیدار) معراج میں (ثابت ہے)، جیسا کہ شرح عقیدہ میں اس کی تصریح کی۔ (91)

ثابتات محکمہ کی تفصیل اور حکم:

فتاوی رضویہ شریف میں ہے:" مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں: (1) ضروریات دین ---(2) ضروریات مذہب اہلسنت ---(3) **ثابتات محکمہ: ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضمحل اور التفاتِ خاص کے ناقابل بنا دے۔ اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سوادِ اعظم و جمہور علماء کا سندِ وافی**، فان ید اللہ علی الجماعة (اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ت) **ان کا منکر وضوحِ امر کے بعد خاطی و آثم خطاکار و گناہگار قرار پاتا ہے، نہ بددین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام**" (92)

اسی میں ایک اور مقام پر ہے:" **ایک دو دس بیس علماء کبار ہی سہی اگر جمہور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد--- اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے، کتاب و سنت**

91...- منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر، صفحہ 354، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

92...- فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 385، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے، حق سوادِ اعظم کے ساتھ ہے۔"[93]

اولیاء اور عوام کے لیے دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کا حکم:

عام انسان تو کجا، کسی ولی کو بھی، چاہے وہ اللہ تعالیٰ کا کتنا ہی مقرب اور برگزیدہ ہو جائے، دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب کبھی ہوا، نہ ہو گا۔ یہی موقف جمہور اہلسنت فقہا و متکلمین کا ہے، حتی کہ علماء کی ایک جماعت نے اس پر اجماع بھی نقل فرمایا ہے۔ جید مشائخ صوفیا مثلاً صاحب التعرف علی مذھب اھل التصوف ابو بکر کلاباذی (وفات:380ھ)، غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (وفات: 561ھ)، ابو عمرو ابن صلاح (وفات:643ھ)، ابو شامہ المقدسی (وفات: 665ھ)، امام عبد الوہاب الشعرانی (وفات: 973ھ) رحمہم اللہ وغیرہ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ کسی ولی کو بھی دنیا میں جاگتی آنکھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وراثت اور توسل کے طور پر بھی اللہ تعالی کا دیدار نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ کہ کوئی عام شخص ایسا دعوی کرے، اور جو ایسا دعوی کرے وہ شخص جھوٹا اور معرفت الٰہی سے ناآشنا ہے۔ علماء نے اس کے درج ذیل دلائل بیان فرمائے ہیں:

1۔ حضرت عبد اللہ بن عمر (مسلم، ترمذی)، حضرت عبادہ بن ثابت (مسند احمد، سنن دارمی، السنۃ لابن ابی عاصم)، حضرت ابو امامہ باہلی (مختصر تاریخ دمشق، السنۃ لابن ابی عاصم، الفتن لابن ابی عاصم) اور حضرت امیر معاویہ (السنۃ لابن ابی عاصم) رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تعلموا

93...۔ فتاوی رضویہ، جلد29، صفحہ214-215، رضا فاونڈیشن، لاہور

أنه لن يرى أحد منكم ربه حتى يموت " ترجمہ: یاد رکھو! تم میں سے کوئی بھی موت سے قبل اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ حدیث شریف ان الفاظ سے بھی مروی ہے:" وإنکم لن تروا ربکم حتی تموتوا"

2۔ حضرت عائشہ (مسلم)، حضرت ابن مسعود (مصنف عبد الرزاق) اور حضرت عبد اللہ بن مسعود (معجم الکبیر للطبرانی) رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا:" الموت قبل لقاء الله تعالى " ترجمہ: اللہ تعالی سے ملاقات سے پہلے موت ہے۔

3۔ مشہور حدیث جبریل میں ہے:" قال: ما الإحسان؟ قال: أن تعبد الله كأنك تراه " ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا:"احسان کیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا:"تم اللہ کی عبادت یوں کرو گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو۔" یہاں "گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں بیداری کے ساتھ چشم سر سے دیدار الٰہی ممکن نہیں، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یوں ارشاد فرماتے:"یوں عبادت کرو کہ اسے دیکھو۔"

4۔ بعض علماء نے اس آیت ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ﴾ کی ایک تفسیر یہ بھی بیان فرمائی کہ یہاں ادراک سے مراد رؤیت ہے (اور یہاں الف لام عموم و استغراق کے لئے نہیں)، لٰہذا یہ نفی دنیا کی زندگی پر محمول ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ آنکھیں دنیا میں اس کی رؤیت نہیں کر سکتیں۔

5۔ اس شرف سے تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کو بھی منع کر دیا گیا اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے متعلق بھی دیدار الٰہی کے ہونے میں

اختلاف ہے، تو جو شخص ان جلیل القدر انبیاء کے مقام سے کوسوں دور ہو، اس کا ایسا دعویٰ کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے!!

6۔ جاگتی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ "سب سے بڑی نعمت الٰہیہ" ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ افضل مکان "جنت" میں ہو، کیونکہ اگر دنیا میں ہی یہ سب سے بڑی نعمت مل جائے، تو اس فانی دنیا اور باقی رہنے والی جنت کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

7۔ دنیاوی آنکھ میں یہ طاقت نہیں رکھی گئی کہ وہ اس دیدار کی تاب لا سکے، کیونکہ دنیاوی آنکھیں کمزور اور فنا ہونے والی ہیں، جبکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ جو آنکھیں عطا فرمائے گا وہ قوی و ابدی ہوں گی اور ان میں نور بصارت بکمال و تمام ہو گا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی وہ قوت و نور بصارت ودیعت فرما دیا تھا جس کے باعث آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رؤیت باری تعالیٰ دنیا میں ہی ہو گئی۔

8۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معراج کی رات دیدار الٰہی ساتوں آسمانوں سے پرے اور حدود دنیا سے باہر لا مکاں میں ہوا، لہٰذا معراج دنیاوی معاملہ نہیں، بلکہ اخروی معاملہ ہے اور اس پر دنیاوی معاملات کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

جمہور اہلسنت کا موقف:

فتاوی حدیثیہ میں علامہ ابن حجر ہیتمی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 974) لکھتے ہیں: "الرؤية وإن كانت ممكنة عقلا وشرعا عند أهل السنة لكنها لم تقع في هذه الدار لغير نبينا صلى الله عليه وسلم" ترجمہ: اہلسنت کے نزدیک رؤیت باری تعالیٰ اگرچہ عقلاً و منقولاً ممکن ہے لیکن اس دنیا

میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے واقع نہیں ہوئی۔[94]

مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی رَحِمَہُ اللہُ لکھتے ہیں: "و اما در رؤیت غیر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم در یقظہ منع کردند جمہور اھل سنت و جماعت باتفاق " ترجمہ: جمہور اہلسنت و جماعت بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے علاوہ کسی اور کے لئے جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کے دیدار کی نفی کرتے ہیں۔[95]

دنیا میں جاگتی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی نہ ہونے پر اِجماعِ امت:

لوامع الأنوار البھیة میں ہے: وقد نقل جماعة الإجماع علی أنہا لا تحصل للأولیاء فی الدنیا" ترجمہ: علماء کی ایک جماعت نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ دنیا میں اولیا کو جاگتی آنکھوں سے دیدار الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا۔[96]

منح الروض الازھر فی شرح الفقہ الاکبر میں علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: "ان الامۃ قد اتفقت علی انہ تعالیٰ لا یراہ احد فی الدنیا بعینہ،ولم یتنازعوا فی ذلک الا لنبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حال عروجہ علی ما صرح بہ فی شرح عقیدۃ الطحاوی" ترجمہ: امت اس بات پر متفق ہے کہ اللہ تعالی کو کسی بھی شخص نے دنیا میں اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا، مگر یہ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے (اللہ تعالیٰ کا دیدار) معراج میں ثابت ہے،

94...۔ فتاوی حدیثیہ، صفحہ 108، دار الفکر، بیروت

95...۔ شرح فقہ اکبر، صفحہ 68، طبع مجتبائی، لکھنو

96...۔ لوامع الأنوار البھیة وسواطع الأسرار الأثریة لشرح الدرة المضیة فی عقد الفرقة المرضیة، جلد 2، صفحہ 285، مؤسسة الخافقین، دمشق

جیسا کہ شرح عقیدہ میں اس کی تصریح کی۔[97]

علامہ ابن الملک کرمانی حنفی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 854ھ) مصابیح السنۃ کی شرح میں لکھتے ہیں:" أنه تعالى لا يرى في الدنيا في اليقظة لا عند الموت ولا قبله، وعليه الإجماع. "

ترجمہ: اللہ تعالی کی رؤیت دنیا میں جاگتی آنکھوں سے نہیں ہو گی، نہ موت کے وقت نہ اس سے کبھی پہلے، اور اس پر اِجماع ہے۔[98]

کنز الفوائد اور المعتقد المنتقد میں ہے: واللفظ للاخر "قد صح وقوعها له صلى الله عليه و آله وسلم۔۔ و كذا اختلف موسى عليه السلام و الاصح الذى عليه الجمهور: انه لم يره سبحانه هذا، ولم يروفى غيرهما شئى اصلاً" ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے دیدار باری تعالی کا وقوع ثابت ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام کی رؤیت کے متعلق اختلاف ہے، اور اصح موقف جس پر جمہور ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بھی اللہ تعالی سبحانہ و تعالی کا دیدار نہیں کیا۔ اور ان دونوں کے علاوہ کسی تیسرے شخص کے لئے اصلاً کچھ مروی نہیں ہے۔[99]

صوفیائے کرام کا موقف:

لوامع الأنوار البهية میں امام السفاريني حنبلی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 1188ھ) اور عمدة المريد میں امام اللقانی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: واللفظ للاخر "ذهب ابوعمر و ابن الصلاح و الكلابازى الى تكذيب مدعيها يقظة فى الدنيا، و ان مدعى ذلک لم يعرف الله تعالى" ترجمہ:

97…۔ منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر، صفحہ354، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

98…۔ شرح المصابیح لابن الملک، جلد2، صفحہ330، ادارہ الثقافۃ الاسلامیہ، بیروت

99…۔ المعتقد المنتقد، صفحہ138، دار اھل السنۃ، کراچی

ابو عمرو ابن صلاح (وفات: 643ھ) اور (صاحب التعرف علی مذھب اھل التصوف) ابو بکر کلاباذی (وفات: 380ھ) رَحِمَهُمُ اللهُ دنیا میں جاگتی آنکھوں سے دیدار باری تعالی کے وقوع کا دعوی کرنے والے کی تکذیب کی طرف گئے ہیں اور یہ کہ **ایسا دعوی کرنے والا اللہ عزوجل کی معرفت نہیں رکھتا۔**(100)

الیواقیت و الجواھر میں امام شعرانی رَحِمَهُ اللهُ فرماتے ہیں: ”فھل وقعت رویة الله تعالی یقظة فی الدنیا لاحد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، بحکم الارث لہ فی ھذا المقام؟ فالجواب: کما قالہ الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ: لم یبلغنا وقوع ذلک فی الدنیا لاحد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم“ ترجمہ: سوال: کیا دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کی رؤیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے اس مقام میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وراثت اور توسط سے وقوع پذیر ہوئی؟ اس کا جواب وہی ہے جو سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے اس کا وقوع ہم تک نہیں پہنچا۔(101)

پہلی حدیث کے متعلق جزئیات:

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دجال کے متعلق ارشاد فرمایا: ”إنه مکتوب بین عینیه کافر، یقرؤه من کره عمله، أو یقرؤه کل مؤمن، وقال: تعلموا أنه لن یری أحد منکم ربه عز وجل حتی یموت“ ترجمہ: دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہو گا جسے ہر وہ شخص جو اس کے اعمال کو ناپسند کرتا ہو گا (یا فرمایا) ہر مومن شخص پڑھے گا اور پھر

100۔۔۔ عمدۃ المرید لجوھرۃ التوحید، جلد 2، صفحہ 763، دار النور، عمان

101۔۔۔ الیواقیت والجواھر، جلد 1، صفحہ 229، نوریہ رضویہ، لاھور

فرمایا: جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی موت سے پہلے اپنے رب عزوجل کو نہیں دیکھ سکتا۔[102]

اس کی تخریج انیس الساری میں ہے: ” أخرجه نعيم بن حماد في "الفتن" (1454)

وأخرجه الهيثم بن كليب (1226)

وأخرجه أحمد (324/5) وفي "السنة" (1007)

وأبو داود (4320)

وابن أبي عاصم في "السنة" (437)

والبزار (2681)

والنسائي في "الكبرى" (7764)

والطبراني في "مسند الشاميين" (1157)

والآجري في "الشريعة" (881)

وعبد الجبار الخولاني في "تاريخ داريا" (ص 71)

وابن منده في "التوحيد" (424)

وأبو نعيم في "الحلية" (157/5 و221 و235/9) “[103]

علامہ بدر الدین عینی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 855ھ) عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں: ” الدليل الصريح على عدم وقوع رؤية الله تعالى بالأبصار في الدنيا ما رواه مسلم من حديث أبي أمامة قال عليه السلام: واعلموا أنكم لن تروا ربكم حتى تموتوا “

ترجمہ: دنیا میں آنکھوں سے اللہ تعالی کی رؤیت کے عدم وقوع پر صریح دلیل یہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد

---

102 ...۔ صحیح مسلم، جلد4، صفحہ 2245، دار احیاء التراث العربی، بیروت

103 ...۔ انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری، جلد2، صفحہ 1089، موسسۃ الریان، بیروت

فرمایا: جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی موت سے پہلے اپنے رب عزوجل کو نہیں دیکھ سکتا۔[104]

دوسری حدیث کے متعلق جزئیات:

صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من أحب لقاء الله، أحب الله لقاءه، ومن كره لقاء الله، كره الله لقاءه، والموت قبل لقاء الله" ترجمہ: جو اللہ تعالی سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالی بھی اس سے ملنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالی سے ملنا پسند نہیں کرتا، اللہ عزوجل بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔ اور اللہ تعالی سے ملاقات سے قبل موت ہے۔[105]

علامہ ابن الملک کرمانی حنفی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:854ھ) مصابیح السنۃ کی شرح میں لکھتے ہیں: "وهذا يدل على أنه تعالى لا يُرى في الدنيا في اليقظة لا عند الموت ولا قبله "ترجمہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالی کی رؤیت دنیا میں جاگتی آنکھوں سے نہیں ہوگی، نہ موت کے وقت نہ اس سے کبھی پہلے۔ اور اس پر اجماع ہے۔[106]

تیسری حدیث کے متعلق جزئیات:

حدیث جبریل سے مستنبط ہونے والے فوائد کو ذکر کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 855ھ) عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں: " الثاني عشر فيه دليل على أن رؤية الله

104...عمدۃ القاری، جلد1، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی، بیروت

105... صحیح مسلم، جلد4، صفحہ 2066، دار احیاء التراث العربی، بیروت

106... شرح المصابیح لابن الملک، جلد2، صفحہ 330، ادارہ الثقافۃ الاسلامیہ، بیروت

تعالى في الدنيا بالأبصار غير واقعة " ترجمہ: بارہواں فائدہ: اس حدیث شریف میں دلیل ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا جاگتی آنکھوں سے دیدار واقع نہیں ہوا۔[107]

نزھۃ القاری فی شرح صحیح البخاری میں علامہ شریف الحق امجدی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: "کانک تراہ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں بیداری کے ساتھ چشم سر سے دیدار الٰہی ممکن نہیں ورنہ "کانک تراہ "نہ فرماتے، بلکہ یہ فرماتے یوں عبادت کرو کہ اسے دیکھو۔"[108]

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ کی ایک تفسیر:

الکشف والبیان عن تفسیر القرآن میں علامہ ابو اسحاق الثعلبی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:427ھ) فرماتے ہیں: " قال ابن عباس ومقاتل: معناه لا تدركه الأبصار في الدنيا وهو يرى في الآخرة " ترجمہ: حضرت ابن عباس اور حضرت مقاتل رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ آنکھیں دنیا میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتیں، آخرت میں دیکھیں گی۔[109]

ضوء الساری الی معرفۃ رویۃ الباری میں علامہ المقدسی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:600ھ) مندرجہ بالا آیت کے متعلق فرماتے ہیں: "الثانی: انہ محمول علی نفی الادراک فی الدنیا دون الاخرۃ جمعا بین الادلۃ۔۔ قلت: و سر ذلک ما ذکرہ شیخنا ابو الحسن فی تفسیرہ قال: ھذا الامتناع مخصوص بالدار الاولی لان اھلھا لا یستطیعون روئتہ عز وجل " ترجمہ: دوسری

107۔۔۔ عمدۃ القاری، جلد1، صفحہ291، دار احیاء التراث العربی، بیروت

108۔۔۔ نزھۃ القاری، جلد1، صفحہ378، فرید بک سٹال، لاھور

109۔۔۔ الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، جلد4، صفحہ176، دار احیاء التراث العربی، بیروت

تفسیر یہ ہے کہ یہ ادراک کی نفی آخرت کی بجائے دنیا پر محمول ہے، دلائل کے تعارض کو ختم کرنے کے لئے۔ میں (علامہ مقدسی) کہتا ہوں: اس کا راز ہمارے استاذ ابو حسن رَحِمَہُ اللهُ نے اپنی تفسیر میں یہ بیان فرمایا کہ یہ نفی دنیا کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اس میں رہنے والے اللہ عزوجل کی رؤیت کی استطاعت نہیں رکھتے۔(110)

جب کلیم اللہ کے لیے رؤیت ثابت نہیں، تو ولی کے لیے کیسے ہو سکتی ہے؟

لوامع الأنوار البهية میں ہے: قال الشیخ أبو عمرو بن الصلاح وأبو شامة: إنه لا یصدق مدعی الرؤیة فی الدنیا یقظة، فإن شیئا منع منه موسی کلیم اللہ علیه الصلاة والسلام، واختلف فی حصوله لنبینا محمد صلی اللہ علیه وسلم کیف یسمح به لمن لم یصل لمقامهما"

ترجمہ: شیخ ابو عمرو بن صلاح اور ابو شامہ فرماتے ہیں: دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار کرنے کا دعوی کرنے والے کی تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ اس شرف سے تو حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کو بھی منع کر دیا گیا اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق بھی دیدار الہی کے ہونے میں اختلاف ہے، تو جو شخص ان جلیل القدر انبیاء کے مقام تک کو نہیں پہنچا اس کے لئے کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے؟ (111)

سب سے افضل نعمت کا تقاضا:

التعرف لمذهب أهل التصوف میں امام ابو بکر الکلاباذی الحنفی رَحِمَہُ اللهُ (وفات: 380ھ) دنیا میں دیدار باری تعالیٰ نہ ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: "لأنه غاية الكرامة

110...۔ ضوء الساری الی معرفة روية الباری، صفحہ 173، دار الکتب العلمیہ، بیروت

111...۔ لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية لشرح الدرة المضية فی عقد الفرقة المرضية، جلد2، صفحہ 285، مؤسسة الخافقین، دمشق

وأفضل النعم ولا يجوز أن يكون ذلك إلا في أفضل المكان ولو أعطوا في الدنيا أفضل النعم لم يكن بين الدنيا الفانية والجنة الباقية فرق " ترجمہ: کیونکہ یہ بہت بڑی کرامت اور افضل نعمت ہے اور مناسب یہی ہے کہ یہ افضل مکان (جنت) میں ہو کیونکہ اگر یہ دنیا میں ہی افضل نعمت عطا کر دی جائے تو پھر اس فانی دنیا اور باقی رہنے والی جنت کے درمیان فرق نہیں رہے گا۔[112]

دنیاوی آنکھ میں رؤیت باری تعالیٰ کی طاقت نہیں:

حضرت عطاء رَحِمَہُ اللہُ سے مروی ہے: "اوحی اللہ لایوب انک لتنظر الی غداً فقال: یا رب افبھاتین العینین؟ فقال: اجعل لک عینین باقیتین، فینظر الی البقاء بالبقاء" ترجمہ: اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: کل قیامت کے دن تم میری زیارت سے ضرور مشرف ہو گے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا زیارت ان دو آنکھوں سے ہو گی؟ ارشاد فرمایا: میں تمہیں دو باقی رہنے والی آنکھیں عطا کروں گا تو باقی رہنے والی آنکھوں سے باقی رہنے والی ذات کی زیارت ہو گی۔[113]

الشفاء شریف میں قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں: " مالك بن أنس رحمه الله قال لم ير في الدنيا لأنه باق ولا يرى الباقي بالفاني فإذا كان في الآخرة ورزقوا أبصار باقية رئي الباقي بالباقي وهذا كلام حسن مليح وليس فيه دليل على الاستحالة إلا من حيث ضعف القدرة فإذا قوى الله تعالى من شاء من عباده وأقدره على حمل أعباء الرؤية لم تمتنع في حقه " ترجمہ: امام مالک بن انس رَحِمَہُ اللہُ نے فرمایا: اللہ تعالی کو دنیا میں نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالی باقی ہے اور باقی ذات کو فانی (آنکھ) کے ساتھ

---

112 ...۔ التعرف لمذهب أهل التصوف، صفحہ 43، دار الکتب العلمیہ، بیروت

113 ...۔ نسیم الریاض، جلد 3، صفحہ 136-137، دار الکتب العلمیہ، بیروت

نہیں دیکھا جا سکتا۔ اور آخرت میں باقی رہنے والی آنکھیں عطا فرما دی جائیں گی پھر باقی (آنکھ) باقی ذات (اللہ سبحانہ و تعالی) کا دیدار کرے گی۔ یہ کلام نہایت خوب اور جاذب قلب ہے اور اس میں محال ہونے پر ضعف قدرت کے علاوہ کوئی دلیل نہیں ہے، لہٰذا اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے جسے چاہے قوت دے دے اور اپنی رؤیت کا بوجھ اٹھانے کی قدرت دے دے، اس کے حق میں رؤیت باری تعالی (دنیا میں بھی) ممتنع نہیں رہے گی۔(114)

معراج اخروی معاملہ ہے:

قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: " قد قال أبو بكر الهذلي في قوله ﴿لَنْ تَرٰىنِيْ﴾ أي ليس لبشر أن يطيق أن ينظر إلي في الدنيا " ترجمہ: ابو بکر ہزلی نے اللہ عزوجل کے فرمان " تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ " کی تفسیر میں کہا: کسی بشر میں استطاعت نہیں کہ وہ دنیا میں اللہ عزوجل کا دیدار کرسکے۔

اس عبارت کی شرح میں ملا علی القاری رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: " الاسراء ليس من الدنيا بل من الاخرى " ترجمہ: معراج دنیا میں نہیں تھی بلکہ یہ اخروی معاملہ تھا۔(115)

علامہ بدر الدین عینی رَحِمَہُ اللہ (وفات: 855ھ) عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں: " فإن قلت: فالنبي صلى الله عليه وسلم قد رآه قلت قال بعضهم وأما النبي صلى الله عليه وسلم فذاك لدليل آخر قلت رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل لم يكن في دار الدنيا بل كانت في الملكوت العليا والدنيا لا تطلق عليها " ترجمہ: اگر تم پوچھو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بھی تو دنیا میں ہی اللہ عزوجل کا دیدار فرمایا! تو میں کہوں گا کہ بعض نے اس کا جواب یہ دیا

---

114 ... الشفاء بتعریف حقوق مصطفی مع حاشیہ الشمنی، جلد 1، صفحہ 200، دار الفکر، بیروت

115 ... شرح شفاء لملا علی القاری، جلد 1، صفحہ 425، دار الکتب العلمیہ، بیروت

ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے لئے رؤیت الٰہی کا ثبوت دیگر دلائل سے ثابت ہے۔
اور میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا اپنے رب عزوجل کو دیکھنا اس دنیا میں تھا ہی نہیں بلکہ وہ تو ملکوت علیا میں تھا اور اس پر دنیا کا اطلاق نہیں ہوتا۔(116)

دنیا میں اپنے لیے جاگتی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کے دعویدار کا حکم:

1. اگر کوئی شخص اپنے یا کسی بھی دوسرے شخص کے لیے، چاہے وہ شخص بظاہر کتنا ہی ولی یا مقرب معلوم ہوتا ہو، دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے وقوع کا دعویٰ کرے، وہ گمراہ و بد دین اور مذہب اہلسنت سے خارج ہے اور یہ حکم بھی احتیاطاً ہے، ورنہ بعض علماء کے نزدیک تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔
2. اگر کوئی شخص اپنے یا کسی بھی دوسرے شخص کے لیے، چاہے وہ شخص بظاہر کتنا ہی ولی یا مقرب معلوم ہوتا ہو، دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے وقوع اور اللہ تعالیٰ کے مجسم ہونے کا دعویٰ کرے، وہ بھی گمراہ و بد دین اور مذہب اہلسنت سے خارج ہے۔
3. اگر کوئی شخص اپنے یا کسی بھی دوسرے شخص کے لیے، چاہے وہ شخص بظاہر کتنا ہی ولی یا مقرب معلوم ہوتا ہو، دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے وقوع اور اللہ تعالیٰ کے مجسم ہونے کا دعویٰ کرے اور ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے لوازم تجسیم یعنی حدوث کا بھی اقرار کرے، ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس میں تفصیل یہ ہے کہ مبحوث عنہ عقیدے (اپنے یا کسی بھی دوسرے ولی کے لیے دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے عدم وقوع) کے متعلق مجموعی طور پر

116...۔ عمدۃ القاری، جلد1، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی، بیروت

علماء کے تین اقوال ہیں:

- ایک ضعیف قول یہ ہے کہ اس عقیدے کا منکر فقط فاسق ہو گا۔
- بعض علماء کے نزدیک اس عقیدے کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔
- جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اس عقیدے کا منکر گمراہ ہو جاتا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے تمام عقائد و مسائل کا حکم یکساں نہیں ہوتا، بلکہ ان کے ثبوت کے دلائل مختلف ہونے کے باعث ان کے انکار کرنے والے کے احکامات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں **"ضروریات دین"** کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں شبہ یا تاویل کی بالکل گنجائش نہ ہو۔ اور اس کے منکر کا حکم یہ ہوتا ہے کہ ایسے قوی، واضح اور قطعی بمعنی اخص دلائل کے انکار کی وجہ سے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؛ اور بعض عقائد کو **"ضروریات مذہب اہلسنت"** کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کے ثبوت کے لئے بھی قطعی بمعنی اعم دلائل کی حاجت ہوتی ہے اور ان دلائل میں ایسا کوئی احتمال اور تاویل بھی نہیں پائی جاتی جس کی بنیاد کسی دلیل پر ہو لیکن ان دلائل میں بغیر دلیل کے تاویل کی گنجائش بہر حال ہوتی ہے۔ اس کے منکر کا حکم یہ ہوتا ہے کہ ایسے قطعی بمعنی اعم دلائل کے انکار کی وجہ سے اسے گمراہ و بد دین تو قرار دیا جائے گا، لیکن نفس احتمال، اگرچہ وہ احتمال نہایت ضعیف اور بلا دلیل ہی کیوں نہ ہو، اس کی وجہ سے احتیاطاً اسے کافر نہیں کہا جائے گا اور مذکورہ بالا عقیدے کے دلائل کی طرف نظر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ عقیدہ بھی "ضروریات اہلسنت" کے قبیل سے ہے، لہٰذا اس کا منکر گمراہ و بد دین تو کہلائے گا ، اس کے ساتھ سوشل بائیکاٹ (Social

(Boycott بھی کیا جائے گا اور قاضی شرع اسے تعزیراً ڈانٹ ڈپٹ، مار پیٹ اور جلا وطنی (ملک بدر کرنا) وغیرہ کے ذریعے سخت سزا بھی دے گا، لیکن بہر حال اس شخص کی التزاماً (یعنی معینہ طور پر) تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ:

1. اس کے اثبات کے دلائل ایسے قطعی نہیں ہیں کہ ان میں شبہ یا تاویل کی بالکل گنجائش نہ ہو، بلکہ ان نصوص میں احتمالِ تاویل موجود ہے؛ مثلاً پہلی حدیث " تعلموا أنه لن يرى أحد منكم ربه عز وجل حتى يموت " اور دوسری حدیث " الموت قبل لقاء الله " میں منکرین یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں لفظ "موت" سے مجازاً مقام فنا مراد ہے، لہٰذا اس حدیث کا معنٰی یہ ہے کہ مقام فنا تک پہنچنے سے پہلے عارف اللہ تعالی کو نہیں دیکھ سکتا، لیکن جب عارف تحقیق کے بعد مقام فنا تک پہنچ جائے تو گویا اس کی موت واقع ہو گئی، پھر وہ دنیا میں ہی دیدار کر سکتا ہے، لیکن یہ تاویل فاسد ہے کہ بلا وجہ حقیقت کو چھوڑ کر مجاز مراد لیا گیا ہے، جبکہ کلام میں اصل حقیقت ہے اور بلا وجہ حقیقت کو چھوڑ کر مجاز مراد لینا جائز نہیں ہے۔

تیسری حدیث " قال: ما الإحسان؟ قال: أن تعبد الله كأنك تراه ، فإن لم تكن تراه فانه يراك " میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ حدیث میں "لم نافیہ" کا تعلق لفظ "تكن" کے ساتھ ہے اور "لم تكن " سے مقام محو و فنا مراد ہے، لہٰذا حدیث کا معنٰی یہ بنے گا کہ اگر تو اپنے آپ کو فنا کر دے حتی کہ اس مقام پر پہنچ جائے کہ گویا کہ تو موجود ہی نہیں ہے، تو پھر تو اللہ تعالی کو دیکھ سکتا ہے، لیکن یہ تاویل بھی نہایت کمزور اور فاسد ہے کہ ایک تو یہ دلالۃ النص کے خلاف ہے اور پھر اسی حدیث مبارک کے دیگر راویوں کے بیان کردہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "لم نافیہ" کا تعلق لفظ "تكن" کے ساتھ نہیں بلکہ "تراه" کے ساتھ ہے مثلاً کہمس کی روایت کے

الفاظ ہیں:" فإنك أن لا تراه " یہاں واضح طور پر "لا نافیہ" رؤیت کی نفی کے لئے آیا ہے؛ اسی طرح ابو فروہ کی روایت کے الفاظ ہیں:" فإن لم تراه " یہاں لفظ "تکن" ہی نہیں ہے جس سے بھی واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ "لم نافیہ" کا تعلق "تراہ" کے ساتھ ہے۔

اگرچہ یہ تمام احتمالات اتنے **کمزور اور فاسد** ہیں کہ وہ کسی بھی دلیل سے ناشی نہیں ہیں، لیکن پھر بھی نفس احتمال موجود ہونے کے باعث یہ عقیدہ "**ضروریات دین**" کی بجائے "ضروریات اہلسنت" کے قبیل سے ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں ننانوے احتمالات کفر کے ہوں اور کوئی ایک احتمال عدم کفر کا ہو، تو اس ایک احتمال کا اعتبار کر لیا جائے گا اور تکفیر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

2. اس کی ایک نظیر "آخرت میں مومنین کے لئے جاگتی آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ کے وقوع" کا عقیدہ بھی ہے جس کا ثبوت اس سے قوی دلائل یعنی قرآن پاک کی کئی آیات اور احادیث متواترہ سے ہے، لیکن علمائے متکلمین نفس احتمال کے موجود ہونے اور منکرین کے تاویل کرنے کے باعث ان کی تکفیر نہیں کرتے، بلکہ تضلیل کا حکم لگاتے ہیں (جیسا کہ اوپر گزرا) تو اس عقیدے کے منکر پر بھی بدرجہ اَولیٰ تکفیر کی بجائے تضلیل (گمراہی) کا حکم ہی ہو گا۔

3. جمہور علمائے متکلمین اور صوفیائے معتبرین نے ایسے شخص کے " گمراہ" ہونے پر مشائخ کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔

4. کئی علماء نے ایسے شخص کی عدم تکفیر کی صراحت فرمائی ہے۔

5. جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ ایسے شخص کی تکفیر میں اختلاف ہے تو اس سے بھی عدم تکفیر کے پہلو کو ترجیح حاصل ہو گئی کہ محتاط محققین علماء کے مطابق قاعدہ یہ ہے کہ جب تک تکفیر پر

اِجماع نہ ہو جائے، اس وقت تک کسی شخص کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔

6. یہی موقف سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک کے بھی موافق ہے، کہ جب آپ کے پاس ایسا دعویٰ کرنے والا فقیر لایا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے زجر اور ایسا کہنے سے منع تو فرمادیا، لیکن اس کی تکفیر نہیں فرمائی۔

اسی طرح "اللہ تعالی کے جسم سے پاک ہونے" کا عقیدہ بھی "**ضروریات اہلسنت**" کے قبیل سے ہے، لہٰذا جو شخص رؤیت باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم بھی ثابت کرے، وہ بھی گمراہ ہی ہے۔

البتہ "اللہ تعالی کے لیے لوازم تجسیم یعنی حدوث وغیرہ سے پاک ہونے" کا عقیدہ "**ضروریات دین**" کے قبیل سے ہے، لہٰذا جو شخص رؤیت باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کے لیے تجسیم اور لوازم تجسیم بھی ثابت کرے، وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

تکفیر و تضلیل کے اَقوال میں تطبیق:

جن بعض علمائے کرام نے "اولیاء یا عوام کے لئے دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے اثبات" کرنے والے کی تکفیر فرمائی، ان کے موقف میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ ان کی تکفیر کو مندرجہ بالا آخری صورت یعنی "رؤیت باری تعالی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کے لئے تجسیم اور لوازم تجسیم کا اثبات کرنے والے" پر محمول کیا جائے۔ جیسا کہ امام اردبیلی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:779ھ) نے اپنی کتاب الانوار لاعمال الابرار میں دنیا میں رؤیت باری تعالی کا دعوی کرنے والے پر مطلق حکم کفر بیان کیا، تو علامہ ابن حجر ہیتمی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:974ھ) نے اس پر تنبیہ فرمائی کہ یہ عبارت مقید ہے اور "رؤیت کے ساتھ اللہ تعالی کے لئے تجسیم و لوازم تجسیم کا

اثبات کرنے والے“ پر محمول ہے۔

اس عقیدے کے منکر سے متعلق علماء کے اقوال:

امام صاوی مالکی رَحِمَہُ اللهُ (وفات: 1241ھ) شرح جوہرۃ التوحید میں فرماتے ہیں: ”فمن ادعی رویة اللہ یقظة بعینی بصرہ فھو ضال مضل ، قیل : فاسق، وقیل مرتد“ترجمہ: جو جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کی رؤیت کا دعوی کرے وہ گمراہ و گمراہ گر ہے۔ایک ضعیف قول یہ ہے کہ وہ فقط فاسق ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مرتد ہے۔[117]

امام اردبیلی رَحِمَہُ اللهُ (وفات: 779ھ) اپنی کتاب الانوار لاعمال الابرار میں فرماتے ہیں: ”ولو قال انی اری اللہ تعالیٰ عیانا فی الدنیا و یکلمنی شفاھا کفر“ ترجمہ: جو یہ کہے کہ میں نے اللہ عزوجل کو جاگتی آنکھوں سے دنیا میں دیکھا اور میں نے اللہ عزوجل سے آمنے سامنے کلام کیا تو اس نے کفر کیا۔[118]

بہار شریعت میں ہے: ”دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اِس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے، کافر ہے۔“[119]

کنز الفوائد شرح بحر العقائد اور اتحاف المرید شرح جوھرة التوحید میں ہے: واللفظ للاول ”من ادعاھا من العوام فھو مبتدع ضال باطباق المشائخ بل ذھب الکواشی و المھدوی الی تکفیرہ و ھذا فی الیقظة “ ترجمہ: عوام میں سے جو اس کا دعوی کرے وہ جمہور مشائخ کے نزدیک بدعتی اور گمراہ ہے بلکہ علامہ کواشی اور علامہ مہدوی اس کی تکفیر کی طرف گئے

117..۔ شرح جوھرۃالتوحید للصاوی، صفحہ 265، دارابن کثیر، بیروت

118..۔ الانوار لاعمال الابرار، جلد3، صفحہ 285، دارالضیاء، کویت

119..۔ بہار شریعت، جلد1، صفحہ 271، مکتبۃ المدینہ، کراچی

ہیں، اور یہ حکم جاگتی آنکھوں کے متعلق ہے۔ [120]

مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی رَحِمَہُ اللّٰہُ لکھتے ہیں: " واما در رؤیت غیر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم در یقظہ منع کردند جمہور اہل سنت و جماعت باتفاق۔ حتی کہ بعضے گفتند ہر کہ دعوی رؤیت در یقظہ باشد کافر است نعوذ باللہ من ذلک

" ترجمہ: جمہور اہلسنت و جماعت بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے علاوہ کسی اور کے لئے جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالی کے دیدار کی نفی کرتے ہیں حتی کہ بعض علمانے فرمایا کہ جو بھی جاگتی آنکھوں سے نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالی کی رؤیت کا دعوی کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ [121]

ضروریات دین اور ضروریات اہلسنت:

فتاوی رضویہ میں ہے: " مانی ہوئی باتیں چار (4) قسم ہوتی ہیں: (1) ضروریات دین: ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ، اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔ (2) ضروریات مذہب اہلسنت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے۔ اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ، بد مذہب، بد دین کہلاتا ہے۔ " [122]

اسی میں ہے: " علم قطعی دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ احدھما: قطع الاحتمال علی

---

120 ... کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ 72، مخطوطہ

121 ... شرح فقہ اکبر، صفحہ 68، طبع مجتبائی، لکھنو

122 ... فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 385، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

وجه الاستیصال بحیث لایبقی منه خبر ولا اثروھذاھو الاخص الاعلٰی کما فی المحکم والمتواتروھوالمطلوب فی اصول الدین فلا یکتفی فیھابالنص المشھور۔والثانی :ان لایکون ھناک احتمال ناش من دلیل وان کان نفس الاحتمال باقیاً التجوز و التخصیص وسائر انحاء التاویل کما فی الظواھر والنصوص والاحادیث المشھورۃ والاول یسمی علم الیقین و مخالفہ کافر علی الاختلاف فی الاطلاق کما ھو مذھب فقھاء الأفاق ، والتخصیص بضروریات الدین ما ھو مشرب العلماء المتکلمین ۔ و الثانی علم الطمانیۃ ومخالفہ مبتدع ضال ولا مجال الی اکفارہ کمسئلۃ وزن الاعمال یوم القیمۃ ملخصاً "**ترجمہ: ایک تو یہ کہ احتمال** جڑ سے منقطع ہو جائے بایں طور کہ اس کی کوئی خبر یا اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اور یہ اخص اعلیٰ ہے جیسا کہ محکم اور متواتر میں ہوتا ہے۔ اور اصولِ دین میں یہی مطلوب ہے۔ تو اس میں نصِ مشہور پر کفایت نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ اس جگہ ایسا احتمال نہ ہو جو دلیل سے ناشی ہو اگرچہ نفس احتمال باقی ہو۔ جیسا کہ مجاز اور تخصیص اور باقی وجوہِ تاویل۔ جیسا کہ ظواہر اور نصوص اور احادیث مشہورہ میں ہے۔ اور پہلی قسم کا نام علم یقین ہے اور اس کا مخالف کافر ہے علماء میں اختلاف کے بموجب مطلقاً۔ جیسا کہ فقہائے آفاق کا مذہب ہے یا ضروریات دین کی قید کے ساتھ یہ حکم مخصوص ہے جیسا کہ علمائے متکلمین کا مشرب ہے اور **دوسرے کا نام علم طمانیت ہے اور اس کا مخالف بدعتی و گمراہ ہے اور اس کو کافر کہنے کی مجال نہیں۔** جیسا کہ قیامت کے دن اعمال کو تولنے کا مسئلہ۔(ت)"[123]

گمراہ شخص کو تعزیر کرنا:

ملا علی القاری رَحِمَہُ اللہُ **فرماتے ہیں:** "فان کان مصما علی مقولہ ولم یرجع

123… فتاوی رضویہ، جلد28، صفحہ668، رضافاونڈیشن، لاہور

بالمنقول عن معقوله فیجب تعزیره و تشهیره بما یراه الحاکم الشرعی" ترجمہ:اگر ایسا دعوی کرنے والا اپنے قول پر اصرار کرے اور معقول سے منقول کی طرف رجوع نہ کرے تو حاکم کا اپنی رائے کے مطابق اس کو تعزیر کرنا اور اس کی تشہیر کرنا واجب ہے۔(124)

فتاوی رضویہ میں ہے: " والصواب (عند المحقّقین) ترک اکفار ھم لکن یغلّظ علیھم بوجیع الادب، وشدید الزجروالھجر، حتی یرجعوا عن بدعھم ـــــــ وھٰذہ کانت سیرۃ الصدر الاوّل (من الصحابۃ والتابعین ومن قرب منھم) فیھم ، ماازاحوالھم قبراً، ولا قطعوالھم میراثا،لکنّھم ھجروھم وادّبوھم بالضرب والنفی والقتل علٰی قدراحوالھم،لانھم فساق ضُلاّل (اھل بدع)" ترجمہ: (محققین کے نزدیک) درست یہ ہے ان (اہل تاویل) کی تکفیر نہ کی جائے لیکن مار پیٹ، سخت ڈانٹ ڈپٹ اور بائیکاٹ کے ذریعے ان کو سزا دی جائے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعتوں سے رجوع کر لیں۔ یہ طریقہ ان کے بارے میں صدر اول (عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین) میں تھا۔ صدر اوّل کے مسلمانوں نے اہل تاویل کو نہ تو قبروں سے محروم کیا اور نہ ہی میراث سے منقطع کیا لیکن ان سے قطع تعلق کیا اور ان کے حالات کے مطابق مار پیٹ، جلاوطنی اور قتل کے ذریعے انہیں سزائیں دیں کیونکہ وہ فاسق، گمراہ اور اہل بدعت ہیں۔(ت) (125)

دلائل میں احتمال اور ان کے رد پر جزئیات:

لفظ موت کے مجازی معنی پر ہونے کے متعلق کنز الفوائد میں ہے:"وھذا لا ینافی الحدیث السابق وانکم لم تروا ربکم حتی تموتوا علی القول لان العارف لا یراہ الا بعد

124...۔ منح الروض الازھر، صفحہ 355، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

125...۔ فتاوی رضویہ، جلد 27، صفحہ 176، رضافاونڈیشن، لاھور

التحقیق بمقام فناه و ذلک موت عند من تعرف ایاہ" ترجمہ: یہ ان کے مطابق حدیث سابق "وانکم لم تروا ربکم حتی تموتوا "کے منافی نہیں ہے کیونکہ عارف اللہ تعالی کو مقام فنا پر پہنچنے کے بعد ہی دیکھتا ہے اور یہ عارف باللہ کے ہاں موت ہے۔(126)

حدیث جبریل میں "لم تکن " سے مقام محو و فنا مراد ہونے کے متعلق عمدۃ القاری میں ہے:" وقد ادعى بعض غلات الصوفية جواز رؤية الله تعالى بالأبصار في دار الدنيا وقال في قوله "فإن لم تكن تراه" إشارة إلى مقام المحو والفناء وتقديره فإن لم تصر شيئا وفنيت عن نفسك حتى كأنك ليس بموجود فإنك حينئذ تراه" ترجمہ: بعض غالی صوفیاء کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالی کی رؤیت ہو سکتی ہے اور "فإن لم تكن تراه" میں مقام محو فنا کی طرف اشارہ ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب تو کوئی شئے نہیں رہے گا اور اپنے آپ کو فنا کر لے گا حتی کہ ایسا ہو جائے جیسے کہ تو موجود ہی نہیں ہے تو پھر تو اللہ تعالی کو دیکھ سکتا ہے۔(127)

بلا ضرورت حقیقت کو چھوڑ کر مجاز مراد لینے کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے:" والاصل الحقیقة والعدول الی المجاز من دون ضرورة غیر مجاز" ترجمہ: حقیقت اصل ہے۔ اور بغیر کسی ضرورت (حقیقت چھوڑ کر) مجاز کی طرف جانا، جائز نہیں۔"(128)

المیسر في شرح مصابیح السنة میں علامہ شہاب الدین التوربشتی رَحِمَہُ اللہ (وفات:

126...۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ 72، مخطوطہ

127...۔ عمدۃ القاری، جلد 1، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی، بیروت

128...۔ فتاوی رضویہ، جلد 5، صفحہ 297، رضا فاونڈیشن، لاھور

661ھ) لکھتے ہیں: " لقد وجدت في المتأخرين زماناً ومنزلة ممن أفضى به جهله بأصول الدين وعلوم الشريعة إلى القول بإثبات رؤية الله تعالى للأولياء وخواص المؤمنين في هذه الدار الفانية من يظن أن له متمسكا في قوله - صلى الله عليه وسلم - (فإن لم تكن تراه فإنه يراك) وهذا قول زائغ ومذهب باطل لعدم التوقيف في جوازه ودلالة النص على خلافه "ترجمہ: مجھے معلوم ہوا کہ بعض کم علم اخلاف جنہیں اصول دین اور علوم شرعیہ کی جہالت نے انہیں اولیاء اور خواص مومنین کے لئے اس دنیا میں اللہ تعالی کی رؤیت کے اثبات کے قول پر مجبور کیا اور اپنے گمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس حدیث مبارک " فإن لم تكن تراه فإنه يراك " سے استدلال کیا، حالانکہ یہ ایک فاسد قول اور باطل مذہب ہے کیونکہ اس کے جواز میں کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور دلالۃ النص اس کے خلاف ہے۔(129)

مذکورہ بالا تاویل کے غیر معتبر اور فاسد ہونے کو بیان کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی رَحِمَہُ اللہ (وفات:855ھ) لکھتے ہیں: " قلت: هذا تأويل فاسد بدليل رواية كهمس فإن لفظها "فإنك أن لا تراه فإنه يراك" فسلط النفي على الرؤية لا على الكون وكذلك يبطل تأويلهم رواية أبي فروة: فإن لم تراه فإنه يراك " ترجمہ: میں کہتا ہوں: یہ تاویل کہمس کی روایت کی بنیاد پر فاسد ہے کیونکہ اس کے الفاظ ہیں: " فإنك أن لا تراه فإنه يراك " یہاں نفی "کون" کی بجائے "رؤیت" پر وارد ہے۔ اسی طرح ابو فروہ کی روایت سے بھی ان کی تاویل باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں الفاظ ہیں: " فإن لم تراه فإنه يراك "(130)

عدم تکفیر کے لیے ضعیف پہلو کی رعایت:

129...۔ المیسر في شرح مصابيح السنة، جلد1، صفحہ39، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، بیروت

130...۔ عمدۃ القاری، جلد1، صفحہ291، دار احیاء التراث العربی، بیروت

منح الروض الازھر میں سوال ہوا؟ هل يجوز رؤية الله تعالى في الدنيا بعين البصر للاولياء؟ اس کے جواب میں ملا علی القاری رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں: "لكن الاقدام على التكفير بمجرد دعوى الروية من الصعب الخطير، فان الخطاء فی ابقاء الف کافراھون من الخطاء فی افناء مسلم فی الفرض و التقدير" ترجمہ: لیکن فقط رؤیت کے دعوے پر ہی تکفیر کا اقدام بہت مشکل ہے کیونکہ ہزار کافروں کو مسلمان قرار دینے کی غلطی ایک مسلمان کو فرضی بنیاد پر کافر قرار دینے سے زیادہ آسان ہے۔(131)

فتاوی رضویہ میں اعلیٰ حضرت رَحِمَہُ اللہ التزام کفر کی احتیاط بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

" حتی ان المسئلة ان كانت لها وجهة الى الاسلام وتسع وتسعون وجهة الى الكفر فعلى المفتى ان يميل الى الوجهة الاولى ، فانّ الاسلام يَعلو ولا يُعلٰى و ان كان هذا لاينفع القائل عند الله تعالٰى ان كان اراد وجهةً اُخرى " ترجمہ: اگر کسی مسئلہ میں ایک جہت اسلام کی اور ننانویں جہتیں کفر کی نکلتی ہوں تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ پہلی جہت کی طرف میلان کرے ، کیونکہ اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اگرچہ یہ قائل کے لیے عند اللہ نافع نہیں اگر اس نے دوسری جہت یعنی جہتِ کفر کا ارادہ کیا ہے۔(132)

معتزلہ کی عدم تکفیر:

فتاوی رضویہ میں ہے:"لا نقول بالكفار المعتزلة والروافض اولالين الماؤلين

131...منح الروض الازھر، صفحہ 356، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

132...فتاوی رضویہ، جلد 28، صفحہ 178، رضا فاونڈیشن، لاھور

"ترجمہ: ہم تاویل کرنے والے گزشتہ معتزلہ اور روافض کی تکفیر نہیں کرتے۔"[133]

اس عقیدے کے منکر کے "گمراہ" ہونے پر مشائخ کا اتفاق:

کنز الفوائد شرح بحر العقائد اور اتحاف المرید شرح جوھرۃ التوحید میں ہے: واللفظ للاول " بل من ادعاھا من العوام فھو مبتدع ضال باطباق المشائخ " ترجمہ: بلکہ عوام میں سے جو بھی اس کا دعوی کرے گا وہ جمہور مشائخ کے نزدیک گمراہ ہو جائے گا۔[134]

منح الروض الازھر میں سوال ہوا؟ ھل یجوز رؤیۃ اللہ تعالی فی الدنیا بعین البصر للاولیاء؟ اس کے جواب میں ملا علی القاری رَحِمَہُ اللہُ فرماتے ہیں:" القائل بانی اری اللہ تعالی فی الدنیا بعین بصریۃ ، ان اراد بھا حال الیقظۃ، من ادعی ھذا المعنی لنفسہ من غیر تاویل فی المبنی فھو اعتقاد فاسد و زعم الکاسد، وفی حضیض ضلالۃ و تضلیل ملخصاً"ترجمہ:" میں نے اللہ تعالی کا دنیا میں سر کی آنکھوں کے ساتھ دیدار کیا۔" یہ دعوی کرنے والا اگر اس سے جاگتی حالت مراد لیتا ہے اور بغیر تاویل کے اپنے لیے اسے ثابت کرتا ہے تو یہ فاسد اعتقاد اور گھٹیا سوچ ہے اور اس کی پشت پر گمراہی و گمراہ گری ہے۔[135]

صوفیاء کے نزدیک بھی ایسا شخص گمراہ ہے:

التعرف لمذھب أھل التصوف میں ہے:" وقد أطبق المشایخ کلھم علی تضلیل من قال ذلک وتکذیب من ادعاہ وصنفوا في ذلک کتبا منھم أبو سعید الخراز وللجنید في تکذیب من ادعاہ وتضلیلہ رسائل و کلام کثیر وزعموا أن من ادعی ذلک فلم یعرف اللہ عز

133...۔ فتاوی رضویہ، جلد28، صفحہ668، رضافاونڈیشن، لاھور

134...۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ72، مخطوطہ

135...۔ منح الروض الازھر، صفحہ353-354، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

وجل" ترجمہ: تمام مشائخ ایسا دعوی کرنے والے کی گمراہی اور اس کے دعوے کی تکذیب وتردید پر متفق ہیں اور ان مشائخ مثلاً ابو سعید الخزار اور جنید بغدادی رحمہا اللہ نے ایسا دعوہ کرنے والے کی تکذیب و تضلیل پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور طویل کلام فرمایا ہے۔ اور ان مشائخ کے مطابق جس نے ایسا دعوی کیا وہ اللہ تعالی کی معرفت سے نابلد ہے۔(136)

کفر التزامی نہ کرنے کی تصریحات:

فتاوی حدیثیۃ میں امام ابن حجر ہیتمی رَحِمَہُ اللہُ (وفات:974ھ) فرماتے ہیں: "وأما من اعتقد رؤية عين منزهة عن انضمام ذلك إليها فلا يظهر الحكم بكفره بمجرد ذلك، لأن المنقول المعتمد عندنا عدم كفر الجهوية والمجسمة إلا إن اعتقدوا الحدوث أو ما يستلزمه، ولا نظر إلى لازم مذهبهم لأن الأصح في الأصول أن لازم المذهب ليس بمذهب، لجواز أن يعتقد الملزوم دون اللازم۔۔۔ وإذا تقرر هذا في الجهوية والمجسمة فكذا يقال به في زاعم رؤية العين " ترجمہ: جو سر کی انکھوں سے لوازمات تجسیم سے پاک اللہ تعالی کی رؤیت کا اعتقاد رکھتا ہو، اس پر فقط اس دعوے سے حکم کفر نہیں ہو گا کیونکہ ہمارے نزدیک منقول و معتمد قول جھویہ و مجسمہ کی عدم تکفیر کا ہے، اِلَّا یہ کہ وہ حدوث یا اس کے لوازمات کا اعتقاد رکھیں اور ان کے لازم مذہب کو نہیں دیکھا جائے گا کیونکہ اصح اصول یہ ہے کہ لازم مذہب، مذہب نہیں ہوتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ملزوم کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن لازم کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ جب یہ جھویہ و مجسمہ کے متعلق طے ہے تو رؤیت باری تعالی کا اعتقاد رکھنے والے کے لئے بھی یہی کہا جائے گا۔(137)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ (وفات:1014ھ) فرماتے ہیں: "لكن الاقدام على التكفير بمجرد

---

136 ...التعرف لمذهب أهل التصوف، صفحه 44، دار الكتب العلميه، بيروت

137 ...فتاوی حديثية، صفحه 108، دار الفکر، بيروت

دعوی الرویة من الصعب الخطیر، فان الخطاء فی ایقاء الف کافر اھون من الخطاء فی افناء مسلم فی الفرض و التقدیر، فالصواب ما قدمناہ من الجواب انه انضم مع الدعوی ما یخرج به عن عقیدة اھل التقی فیحکم علیه بانه من اھل الضلالة و الردی " ترجمہ: لیکن فقط رؤیت کے دعوے پر ہی تکفیر کا اقدام بہت مشکل ہے کیونکہ ہزار کافروں کو مسلمان قرار دینے کی غلطی ایک مسلمان کو فرضی بنیاد پر کافر قرار دینے سے زیادہ آسان ہے۔ لہٰذا درست قول وہی ہے جو ہم نے ماقبل جواب میں کہا کہ اگر وہ اپنے دعوے میں اس بات کو بھی شامل کرے جس کی وجہ سے وہ متقی لوگوں کے عقیدے سے خارج ہو جائے (یعنی ذات باری تعالی کی رؤیت کا دعوی کرے) تو اس پر گمراہ اور بد عقیدہ لوگوں میں سے ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔[138]

الحدیقة الندیه شرح الطریقة المحمدیه میں علامہ عبد الغنی النابلسی رَحِمَهُ اللهُ (وفات: 1143ھ) اس عقیدے کے منکر کے متعلق مختلف اقوال بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "و الحاصل ان الاحتیاط فی عدم الکفر لمدعی ذلک خصوصاً و المسئلة اذا کان فیھا خلاف لا یفتی بالتکفیر فیھا کما قدمناہ ولکن الکذب و الفسق و الضلال ثابت له" ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ خصوصاً ایسا دعوی کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے میں ہی احتیاط ہے کیونکہ جب کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو اس میں (التزاماً) تکفیر پر فتوی نہیں دیا جاتا۔ ہاں! ایسا دعوی کرنے کی وجہ سے اس پر جھوٹ، فسق و فجور اور گمراہی تو ثابت ہو ہی جائے گی۔[139]

کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو تکفیر نہیں کی جائے گی:

الدر المختار میں علامہ حصکفی رَحِمَهُ اللهُ فرماتے ہیں: "لا یفتی بالکفر بشیئ منھا

138...۔ منح الروض الازھر، صفحہ 356، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

139...۔ الحدیقة الندیه شرح الطریقة المحمدیه، جلد 2، صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ، بیروت

الا فيما اتفق المشائخ عليه " ترجمہ: فقط انہی باتوں پر حکم کفر لگایا جائے گا جس کے کفر پر مشائخ کا اتفاق ہو۔(140)

ردالمحتار میں ہے: قال الخیر الرملی اقول ولو کانت الروایة لغیراھل مذھبنا ویدل علیٰ ذلک اشتراط کون مایوجب الکفر مجمعاً علیه" ترجمہ: علامہ خیر الدین رملی رَحِمَہُ اللہ نے فرمایا اگرچہ وہ روایت دوسرے مذہب مثلاً شافعیہ یا مالکیہ کی ہو اس لیے کہ تکفیر کے لیے اس بات کے کفر ہونے پر اجماع شرط ہے۔(141)

فتاوی رضویہ میں ہے: "محققین محتاط تارکین تفریط وافراط باآنکہ سچے دل سے حنفی مقلد اور ان مشائخ کرام سے خادم و معتقد ہیں۔ زنہار ان پر فتویٰ نہیں دیتے اور حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگرچہ دوسرے ہی مذہب کی دربارہ اسلام مل جائے گی ،اسی پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہولے، کافر نہ کہیں گے۔"(142)

غوث اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا عمل مبارک:

الیواقیت و الجواھر، المعتقد المنتقد وغیرہ کئی کتب میں ہے: و اللفظ للاخر "اتی سلطان العارفین سیدنا عبدالقادر الجیلانی بفقیر یزعم انه یری اللہ بعینه فقال: احق ما قیل فیک؟ فاعترف، فزجرہ وھددہ ان فاہ بذلک، ثم قال لحاضریه: ھو محق فی

140...۔ ردالمحتار علی الدر المختار، جلد4، صفحہ 233، دار الفکر، بیروت

141...۔ الدر المختار مع ردالمحتار، جلد4، صفحہ 230، دار الفکر، بیروت

142...۔ فتاوی رضویہ، جلد9، صفحہ 941، رضا فاونڈیشن، لاھور

قولہ ملبس به" ترجمہ: سلطان العارفین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک فقیر آیا جس کا گمان تھا کہ اس نے اللہ تعالی کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا جو تیرے بارے میں کہا جا رہا ہے، وہ سچ ہے؟ اس نے اعتراف کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے زجر فرمایا اور ایسا کہنے سے منع فرما دیا۔ پھر حاضرین سے فرمایا: یہ اپنے قول میں حق پر ہے، لیکن اس نے اسے خلط ملط کر دیا ہے۔[143]

اللہ تعالی کے لیے تجسیم اور لوازم تجسیم ثابت کرنے والے کا حکم:

فتاوی حدیثیۃ میں ہے: "قلنا: لو صرح باعتقاد لازم الجسمية كان كافرا" ترجمہ: ہم کہتے ہیں: اگر کوئی لوازم تجسیم کے اعتقاد کی صراحت کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔[144]

فتاوی رضویہ میں ہے: "اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لیے ہیں، وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسے ید و عین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے، اور جو کہے کہ اس کے ید و عین بھی ہیں تو جسم ہی مگر نہ مثل اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بد دین کہ اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے۔"[145]

جزئیات کے درمیان تطبیق:

فتاوی حدیثیہ میں امام ابن حجر ہیتمی رَحِمَهُ الله (وفات:974ھ) امام اردبیلی رَحِمَهُ الله کی

---

143 ...۔ المعتد المنتقد، صفحہ 138-139، دار اهل السنة، کراچی

144 ...۔ فتاوی حدیثیۃ، صفحہ 108، دار الفکر، بیروت

145 ...۔ فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 414، رضا فاونڈیشن، لاھور

عبارت نقل فرما کر لکھتے ہیں:" لکن يتعين حمله على عالم أو جاهل مقصر بجهله، وقد ضم إلى زعمه الرؤية بعينه، زعمه اعتقاد وجود جسم ولازمه من الحدوث، أو ما يستلزمه كالصورة واللون ونحوهما فهذا هو الذي يتجه الحكم بكفره، لأنه حينئذ لم يعتقد قدم الحق ولا كماله تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا. " ترجمہ: لیکن یہ عبارت اس عالم یا ایسا جاہل جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے جہالت میں غرق ہو اور اپنی سر کی آنکھوں سے رؤیت ہونے کے گمان کے ساتھ وجود جسم اور اس کے لوازم مثلاً حدوث یا جو اس کو مستلزم ہے مثلاً صورت، رنگ وغیرہ کے عقیدے کا بھی گمان رکھتا ہو، یہی وہ شخص ہے جس کی طرف حکم کفر متوجہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ اللہ تعالی کے قدم وکمال پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور اللہ تعالی کی ذات اس سے بہت بلند ہے۔[146]

اشکال 1:

اوپر گزرا کہ معراج دنیاوی معاملہ نہیں بلکہ اخروی معاملہ ہے تو پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں اللہ رب العزت کا دیدار فرمایا؟

جواب:

اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی زندگی (یعنی اپنی ظاہری حیات) میں اللہ تعالی کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ علامہ محمد الامیر السنباوی المالکی رَحِمَہُ اللہُ (وفات: 1232ھ) اتحاف المرید شرح جوھرۃ التوحید کے حاشیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:"ان قلت: انه صلى الله عليه وآله وسلم كان فوق السماء السابعة وليس من الدنيا۔ قلت: المراد: انه راه زمن وجود الدنيا لا في مكانها" ترجمہ: اگر تم پوچھو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ساتوں آسمانوں سے بھی پرے تھے، دنیا میں نہیں تھے۔ تو میں کہتا ہوں: اس سے مراد یہ ہوتا ہے

146 ...۔ فتاوی حدیثیہ، صفحہ 108، دار الفکر، بیروت

کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زمانہ دنیا میں اللہ عزوجل کا دیدار فرمایا نہ کہ مقام دنیا میں۔(147)

اشکال 2:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اس فرمان مبارک (انکم لم تروا ربکم حتی تموتوا) سے کیا یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو بھی اللہ تعالی کا دیدار نصیب نہ ہوا؟

جواب:

اس حدیث مبارک سے یہ ثابت کرنا درست نہیں، کیونکہ یہ خطاب ہی لوگوں کے ساتھ ہے۔ حدیث کے الفاظ ہی یہ ہیں: "تم مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے۔" اس حکم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ذات مبارکہ شامل ہی نہیں ہے۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد میں ابراہیم بن حسن میر غنی اور فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہا اللہ فرماتے ہیں: (واللفظ للاول) "واما الحدیث واعلموا انک لم تروا ربکم حتی تموتوا فلا یشملہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اذا المتکلم لا یدخل فی عموم کلامہ" ترجمہ بہر حال حدیث شریف "یاد رکھو! تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے" اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ذات بابرکات شامل نہیں ہے کیونکہ متکلم عموم کلام میں شامل نہیں ہوتا۔(148)

خلاصہ کلام:

دیدار باری تعالیٰ مخلوق کے لیے اللہ رب العزت کی اعلیٰ ترین نعمتوں میں سے ہے، جس

147...۔ حاشیہ الامیر علی اتحاف المرید شرح جوہرۃ التوحید، جلد 2، صفحہ 174، دار التقوی، دمشق

148...۔ کنز الفوائد شرح بحر العقائد، صفحہ 71، مخطوطہ

کا قرآن و حدیث میں متعدد بار ذکر آیا ہے، لیکن بعض اَفراد اس میں بھی اِفراط و تفریط کا شکار ہو گئے۔ بعض افراد نے تو اپنی ناقص عقل کے بل بوتے پر سرے سے ہی اس کا انکار کر دیا اور قرآن و حدیث کی واضح نصوص میں باطل تاویلات کر ڈالیں اور بعض افراد نے اپنی فانی آنکھوں سے (دنیا میں) ہی اللہ تعالی کے دیدار کا دعویٰ کر دیا، حالانکہ اس معاملہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کے ساتھ ساتھ شان جلالت کا پاس رکھنا اور اعتدال کا دامن تھامنا نہایت ضروری ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ اس مسئلہ میں بھی افراط و تفریط سے پاک ہے کہ:

قرآن و حدیث کی متعدد نصوص واضحہ، صحابہ کرام بشمول حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اجماع اور عقلی دلائل کی روشنی میں اہلسنت و جماعت کا متفقہ و اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا و آخرت دونوں میں عقلی طور پر ممکن ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اگرچہ رنگ، جہت اور جسم سے پاک ہے، لیکن عقلی و شرعی دونوں اعتبار سے دیکھنے کے لیے ان چیزوں کا ہونا شرط نہیں ہے، **البتہ سر کی آنکھوں سے دیدار باری تعالی کے وقوع کی دو صورتیں ہیں: 1: آخرت میں وقوع 2: دنیا میں وقوع**

آخرت میں تمام مومنین کے لیے سر کی آنکھوں سے دیدارِ باری تعالیٰ کا وقوع قرآن پاک کی کئی آیات اور دیگر قطعی و یقینی دلائل سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات مذہب اہلسنت میں سے ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنے والا گمراہ و اہلسنت سے خارج ہے۔

پھر دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیدارِ باری تعالیٰ کے وقوع کی مزید پانچ صورتیں ہیں:

1: اکثر صحابہ، جمہور اہلسنت اور اکثر مشائخ صوفیاء کا یہ موقف ہے کہ دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج کی رات دیدارِ باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے۔ دلائل کے اعتبار سے

یہ عقیدہ ظنیات محتملہ کے قبیل سے ہے، لہٰذا اس کے انکار کرنے والے کو چاہیے کہ جمہور اہلسنت کے موقف کو اپنائے۔

2: دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فقط نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ کوئی نبی حتی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام بھی دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے۔ یہی عقیدہ جمہور اہلسنت وصوفیا بشمول غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہے اور دلائل کے اعتبار سے یہ عقیدہ ثابتات محکمہ کے قبیل سے ہے، لہٰذا اب وضوحِ امر کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے بھی دنیا میں دیدارِ الٰہی کا اثبات کرنے والا سوادِ اعظم اہلسنت کے خلاف ایک غیر معتمد قول کی پیروی کرنے والا اور خطاکار و گنہگار ٹھہرے گا۔

3: جمہور اہلسنت فقہاء و متکلمین اور جید مشائخ صوفیاء کا عقیدہ یہ ہے کہ عام انسان تو کجا، کسی ولی کو بھی، چاہے وہ اللہ تعالی کا کتنا ہی مقرب اور برگزیدہ ہو جائے، دنیا میں جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب کبھی ہوا، نہ ہو گا۔ دلائل کے اعتبار سے یہ عقیدہ ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت میں سے ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے یا کسی بھی دوسرے شخص کے لیے، چاہے وہ شخص بظاہر کتنا ہی ولی یا مقرب معلوم ہوتا ہو، دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے وقوع کا دعویٰ کرے، وہ گمراہ وبددین اور مذہب اہلسنت سے خارج ہے۔

4: یونہی اگر کوئی شخص اپنے یا کسی بھی دوسرے شخص کے لیے، چاہے وہ شخص بظاہر کتنا ہی ولی یا مقرب معلوم ہوتا ہو، دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے وقوع اور اللہ تعالیٰ کے مجسم ہونے کا دعویٰ کرے، وہ بھی گمراہ وبددین اور مذہب اہلسنت سے خارج ہے

، کیونکہ "اللہ تعالیٰ کے جسم سے پاک ہونے کا عقیدہ" بھی ضروریات مذہب اہلسنت میں سے ہے۔

5: البتہ اگر کوئی شخص اپنے یا کسی بھی دوسرے شخص کے لیے دنیا میں جاگتی آنکھوں سے ذات باری تعالیٰ کے دیدار کے وقوع اور اللہ تعالیٰ کے مجسم ہونے کا دعویٰ کرے اور ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے لوازم تجسیم یعنی حدوث کا بھی اقرار کرے، ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے، کیونکہ "اللہ تعالیٰ کے لیے لوازم تجسیم یعنی حدوث وغیرہ سے پاک ہونے" کا عقیدہ ضروریات دین کے قبیل سے ہے۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــه

مفتی ابوالحسن محمد ھاشم خان عطاری

17 محرم الحرام 1445ھ/04 اگست 2023ء

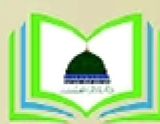
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حدیثِ پاک

حضرت جریر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: "كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا" ترجمہ: ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضور انور نے چودھویں شب میں چاند کو دیکھا، پھر فرمایا: تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو۔ تم اس کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے۔ حتی المقدور سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے والی نماز (یعنی فجر و عصر کی نماز) میں سستی نہ کرو۔ (متفق علیہ)

(مشکوۃ المصابیح، جلد 3، صفحہ 1574، المکتب الاسلامی، بیروت)





فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net